الغزالی فورم کا ترجمان

افکارِ قاسمی



شمارہ جنوری تا مارچ 2025ء



اللّٰھُمَّ أَدْخِلْهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ، وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ، وَرِضْوَانٍ مِنَ الرَّحْمَنِ، وَجِوَارٍ مِنَ الشَّيْطَانِ

اے اللہ اس چاند کو ہمارے اوپر امن، ایمان، سلامتی اور اسلام کے ساتھ اور رحمن کی رضامندی اور شیطان کے بچاؤ کے ساتھ داخل فرما۔



www.algazali.org
qasmimag@gmail.com
الغزالی فورم
شائع کردہ







افکار قاسمی اراکین

بدعا

حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا احمد قاسمی صاحب

مدیر اعلیٰ

مفتی ناصر الدین مظاہری صاحب

مدیر

مولانا محمد داؤد الرحمن علی صاحب

مدیر معاون

ڈاکٹر محمد عثمان غنی صاحب

شعبہ خواتین

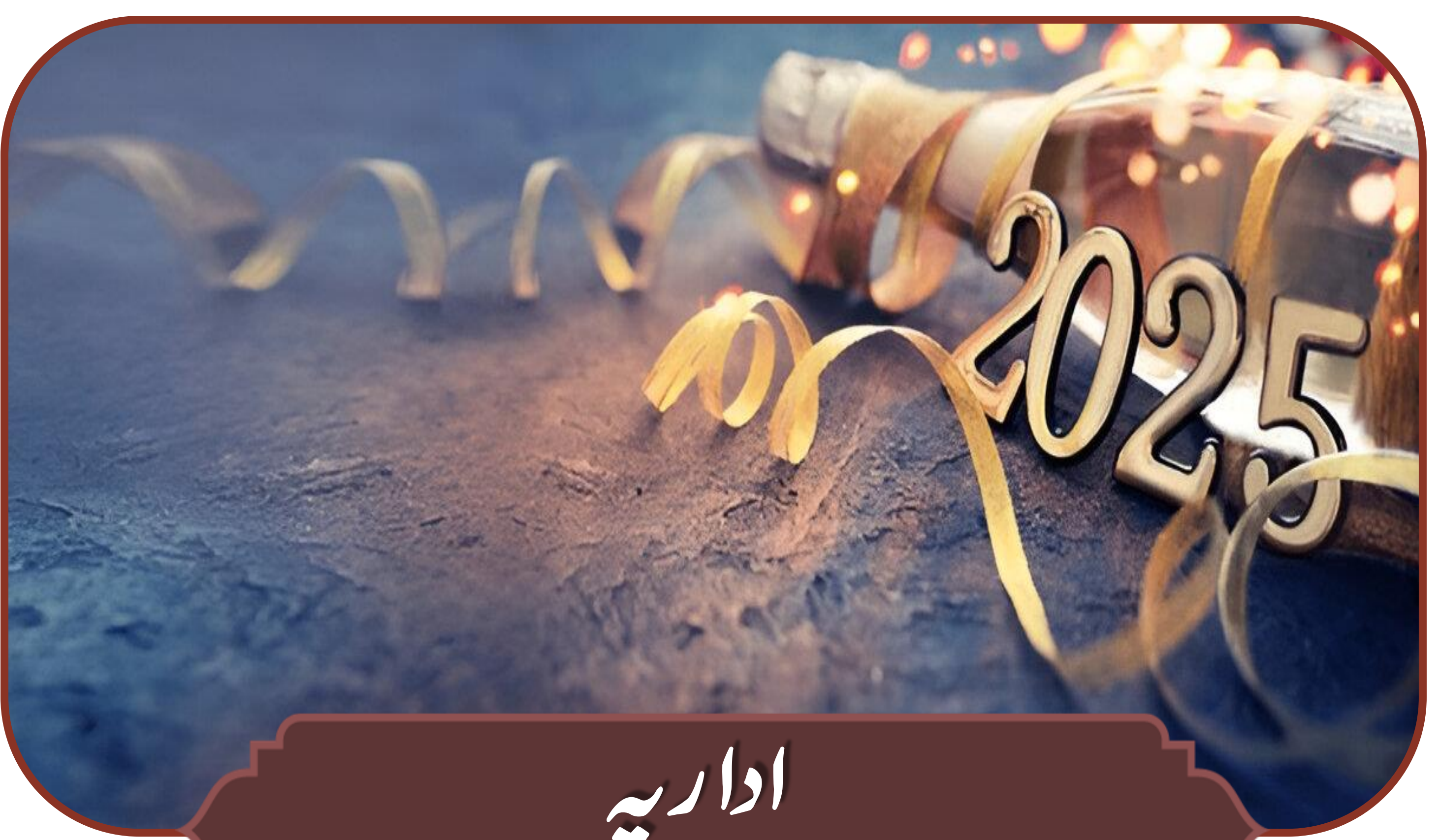
محترمہ زنیرہ عقیل صاحبہ







فہرست مضامین



اداریہ

مدیر کے قلم سے

زندگی کے شب وروز ایسے گزر رہے ہیں جیسے برف پگھل رہی ہو، کل کی بات محسوس ہوتی ہے جب گھن گرج کے ساتھ ہم سال 2024 کا استقبال کر رہے تھے، 2024 کی آمد پر دنیا کے باسی چراغاں کر رہے تھے، خوشیاں منا رہے تھے اور آج ماضی کا ایک حصہ بن گیا۔2024 ہی رخصت نہیں ہوا بلکہ بہت سی چیزیں اپنے اندر سمیٹ کر رخصت ہوا۔یہ وہ سال رہا جس میں فلسطین کی پکاریں سنی گئیں، یہ وہ سلارہا جس میں قبلہ اول صدا دیتا رہا، یہ وہ سال رہا جس میں ننھے ننھے پھول ہماری بے حسی دیکھ کر رخصت ہوتے رہے، یہ وہ سال رہا جس میں انبیاء کی سرزمین کو ملبہ کا ڈھیر بنا دیا گیا، یہ وہ سال رہا کہ جس میں قبلہ اول کے بیٹے، بیٹیاں، مائیں، بہنیں، بچے، بوڑھے سب کے سب اس پر قربان ہو گئے، یہ وہ سال رہا جس میں قبلہ اول کے باسیوں کا ایمان نظر آیا، یہ وہ سال رہا جس میں قبلہ اول کے باسیوں نے قبلہ اول کی حفاظت کے لیے جی جان لڑا دی، قبلہ اول کی باسیوں نے ہمیں بتلایا ہے کہ ایمان کیا ہوتا ہے، ایمانی قوت کیا ہوتی ہے، رب پر یقین کیا ہوتا ہے، رب کی رحمتوں کا نزول کیسے ہوتا ہے۔ قبلہ اول کے ہی باسیوں نے بتلایا ہے کہ سب کچھ لٹا کر، اپنا خاندان، اپنا مال، اپنی اولاد، اپنا تن، اپنا من، اپنا دھن سب کچھ قبلہ اول پر نچھاور کرکے بھی مسکرا دینا کیا ہوتا ہے۔ ہمیں قبلہ اول کے باسیوں نے ہی بتایا ہے کہ اپنے لخت جگر قبلہ اول پر قربان کیسے کیے جاتے ہیں۔ ہمیں قبلہ اول کے باسیوں نے ہی ہم جیسے خواب خرگوش مسلمانوں بتلایا ہے کہ سب کچھ اپنے رب کے کیسے نچھاور کیا جاتا ہے۔

اسی طرح یہ سال جاتے ہوئے ہمیں آگاہ کر رہا ہے کہ دیکھو! یہ دنیا کا دستور ہے جو ایک دن آئے گا اس نے ایک دن رخصت ہونا ہے۔ ایک دن تمہاری آمد پر بھی سب نے خوشیاں منائی تھیں، مٹھائیاں بانٹی تھیں، تمہیں بھی سب نے اس دنیا میں خوش آمدید کہا تھا، تمہاری آمد کی خوشی میں دعوت کا اہتمام بھی کیا گیا تھا لیکن یاد رکھو! جس طرح 365 دن گزار کر میں ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گیا ہوں اسی طرح تم بھی ایک دن اس دنیا سے رخصت ہو جاؤ گے۔ 2024 یہ سبق بھی دہرا رہا ہے کہ صرف میں ہی رخصت نہیں ہو رہا بلکہ میں تمہاری زندگی کا ایک حصہ لیکر رخصت ہو رہا ہوں، جلد تم بھی رخصت ہو جاؤ گے۔

جس طرح لوگ 2025 کی آمد پر خوش ہیں اور مجھے بھول گئے اسی طرح ایک دن تم بھی بھلا دیے جاؤ گے، تمہاری چیزیں کوئی اور استعمال کر کے خوش ہو گا، جواب تمہیں دینا ہو گا۔

اس لیے اب بھی وقت ہے سنبھل جاؤ، رب کی طرف رجوع کر لو، رب کو پکار لو، رب کی اطاعت کر لو ورنہ افسوس کے سوا کچھ نہ ہو گا۔

دعا ہے کہ اللہ پاک 2024 میں کی گئی تمام نیکیاں، عبادات، صدقات سب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور 2025 کو نیکیوں میں 2024 سے افضل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین







جد الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے سوانح

حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک مشرک گھرانے میں پیدا ہوئے نبوت ملنے پر نبوت کا کام شروع کیا۔ مشرک بادشاہ نمرود قوم اور گھر والوں سے مناظرے ہوئے کامیابی حاصل کی مشرک باپ نے گھر سے نکال دیا۔ آپ نے بتوں کو توڑا جس کے نتیجے میں آگ میں ڈالے گئے اور قلنا یانار کونی کا معجزہ حاصل ہوا۔ ہجرت کی، حکم خداوندی سے شیر خوار بچے اور نوجوان بیوی کو وادی غیر زرع مکہ مکرمہ میں چھوڑا۔ بچہ بھاگ دوڑ کی عمر کو پہنچا تو خواب میں اسے ذبح کرتے دیکھا تو بیداری میں عمل کیا لیکن اللہ نے بچے کے بجائے دنبہ ذبح کرادیا یہ موٹے موٹے امتحان پاس کر کے امامت کا انعام وصول کیا۔

باپ اور بیٹے نے مل کر کعبۃ اللہ کی تعمیر کی۔ ''گو''(وہ عارضی سیڑھی جس پر معمار چڑھ کر کام کرتے ہیں) بننے والا پتھر ان کی یادگار کے طور پر آج بھی بیت اللہ کے پاس مسجد حرام میں موجود ہے جہاں حاجی دو رکعت نماز پڑھتے ہیں۔

تعمیر کے وقت بیت اللہ آباد کرنے والی امت مسلمہ کی دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔ اس امت مسلمہ کی ہدایت کے لئے ان میں سے ایک عظیم الشان پیغمبر کی بعثت کی دعا کی یہ بھی قبول ہوئی وہ آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی چار صفات اور فرائض ہیں ۔ تلاوت کتاب، تعلیم کتاب، تعلیم حکمت، تزکیہ نفوس۔



اللہ تعالیٰ نے ملت ابراہیم کو قبولیت کا شرف بخشا حضور علیہ السلام کو فرمایا

ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا۔ (النحل:۱۲۳)

اے پیغمبر ہم نے آپ پر وحی کے ذریعے حکم نازل کیا ہے کہ آپ ابراہیم کے دین کی پیروی کریں، جنہوں نے اپنا رخ اللہ ہی کی طرف کیا ہوا تھا، اور وہ ان لوگوں میں سے نہیں تھے جو اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔

وَمَنۡ یَّرۡغَبُ عَنۡ مِّلَّۃِ

ملت ابراہیم سے اعراض کرنے والا بے وقوف ہے۔

اِذۡ قَالَ لَہٗ رَبُّہٗۤ اَسۡلِمۡ قَالَ اَسۡلَمۡتُ

حضرت ابراہیم تو اللہ کے ہر حکم پر جھکنے والے تھے۔

وَوَصّٰی بِہَاۤ اِبۡرٰہٖمُ بَنِیۡہِ وَیَعۡقُوۡبُ

حضرت ابراہیم اور ان کے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو ملت ابراہیم جس کا دوسرا نام اسلام ہے پر مرنے کی وصیت فرمائی۔

اَمۡ کُنۡتُمۡ شُہَدَآءَ اِذۡ حَضَرَ یَعۡقُوۡبَ الۡمَوۡتُ

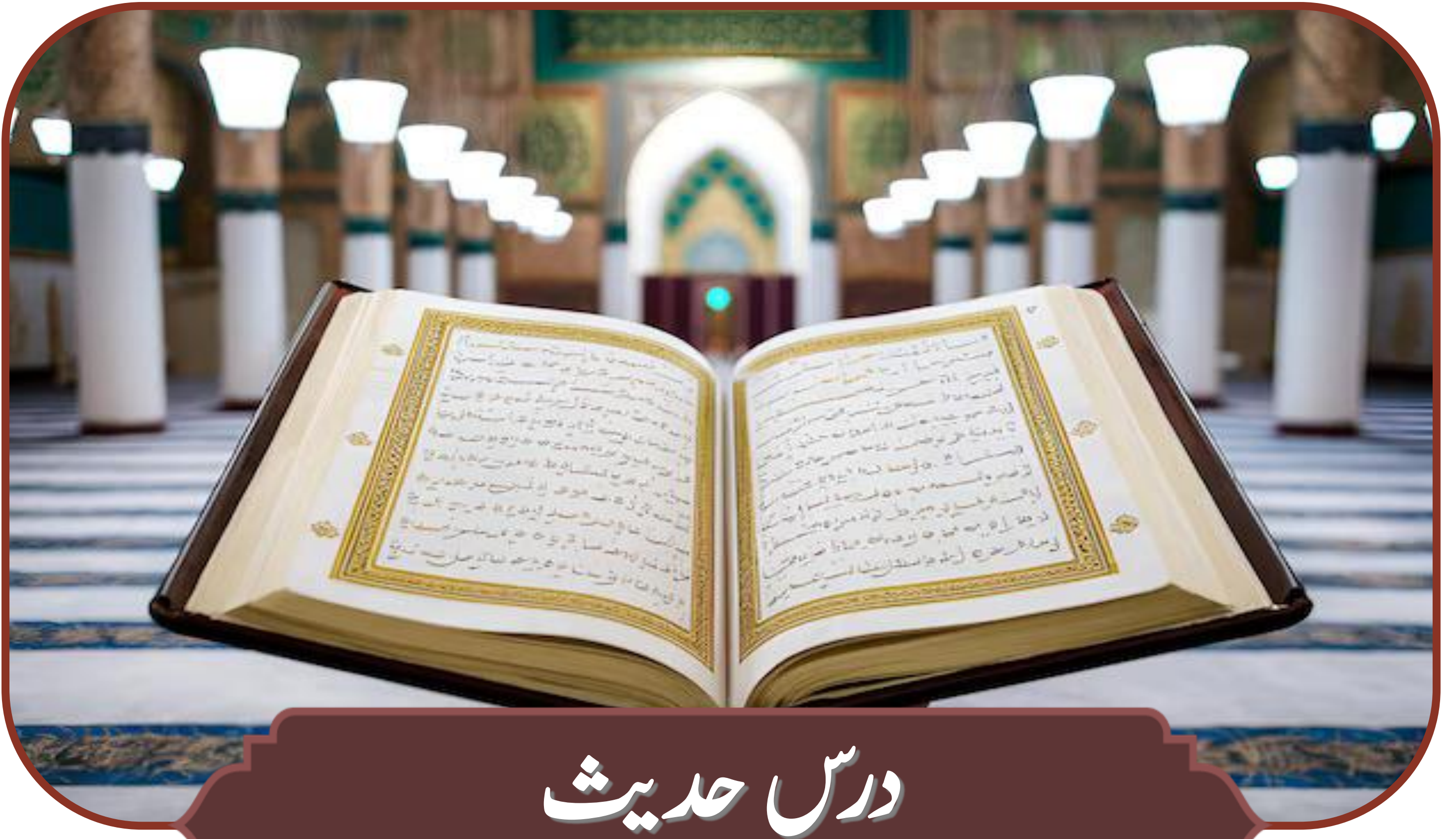
یہود کے اس دعویٰ کی نفی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی اولاد کو یہودی بننے کی وصیت فرمائی تھی بلکہ انہوں نے توحید اور اسلام پر مرنے کی تاکید فرمائی۔

وَقَالُوۡا کُوۡنُوۡا ہُوۡدًا اَوۡ نَصٰرٰی تَہۡتَدُوۡا قُلۡ بَلۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰہٖمَ

یہود و نصاریٰ سے شکوہ کہ وہ یہودیت اور نصرانیت کی دعوت دیتے ہیں۔ حالانکہ ملت ابراہیم کی اتباع میں ہدایت ہے۔

قُوۡلُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ

تمام انبیاء اور کتب سماویہ اور شرائع پر ایمان ضروری ہے۔



درس حدیث



حضرت مولانا خادم حسین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

بُرا خطیب:۔

عَنْ عَدِی بْنِ حَاتِمٍ اِنَّ خَطِیْبًا خَطَبَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَمَنْ یَّعْصِهِمَا فَقَالَ قُمْ اَوْ اِذْهَبْ بِئْسَ الْخَطِیْبُ اَنْتَ۔ (۱/۱۶۴)

”حضرت عدیؓ فرماتے ہیں ایک خطیب نے آپ علیہ السلام کے پاس خطبہ دیا اور خطبے میں کہا مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَمَنْ یَّعْصِهِمَا تو آپ نے فرمایا اٹھ یا فرمایا چلا جا تو برا خطیب ہے“۔

آپ علیہ السلام اس خطیب پر ناراض ہوئے اور بُرا خطیب کہہ کر چلے جانے کا حکم دیا۔ علماء نے ناراضگی کی کئی وجوہ نقل کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اس خطیب نے بلا اضطرار غلط جگہ پر وقف کیا جس کی وجہ سے معنی میں غلطی محسوس ہوتی ہے معنی یہ ہوتا ہے جس نے اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کی اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی دونوں کامیاب اور ھدایت پر ہیں یہ معنیٰ غلط ہے۔ یا کہ اس خطیب نے اللہ اور رسول کو ایک ضمیر میں جمع کیا جس سے یہ تاثر ملتا ہے کہ اللہ اور رسول کی نافرمانی ایک درجہ کی چیز ہے وغیرہ وغیرہ

(۷) عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اِحْتَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ حُجْرَةً فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ مِنَ الَّیْلِ یُصَلِّیْ فِیْهَا قَالَ فَصَلُّوْا مَعَهٗ بِصَلٰوتِهٖ یَعْنِیْ رِجَالًا وَكَانُوْا یَاتُوْنَهٗ كُلَّ لَیْلَةٍ حَتّٰی اِذَا كَانَ لَیْلَةً مِّنَ اللَّیَالِیْ لَمْ یَخْرُجْ اِلَیْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَنَحْنَحُوْا وَرَفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ وَحَصَبُوْا بَابَهٗ قَالَ فَخَرَجَ اِلَیْهِمْ رَسُوْلُ



اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُغْضَبًا فَقَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ مَازَالَ بِکُمْ صَنِیْعُکُمْ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنْ سَتُکْتَبُ عَلَیْکُمْ فَعَلَیْکُمْ بِالصَّلٰوۃِ فِیْ بُیُوْتِکُمْ فَاِنَّ خَیْرَ صَلٰوۃِ الْمَرْئِ فِیْ بَیْتِہٖ اِلَّا الصَّلٰوۃُ الْمَکْتُوْبَۃُ۔ (۱/۱۱۲)

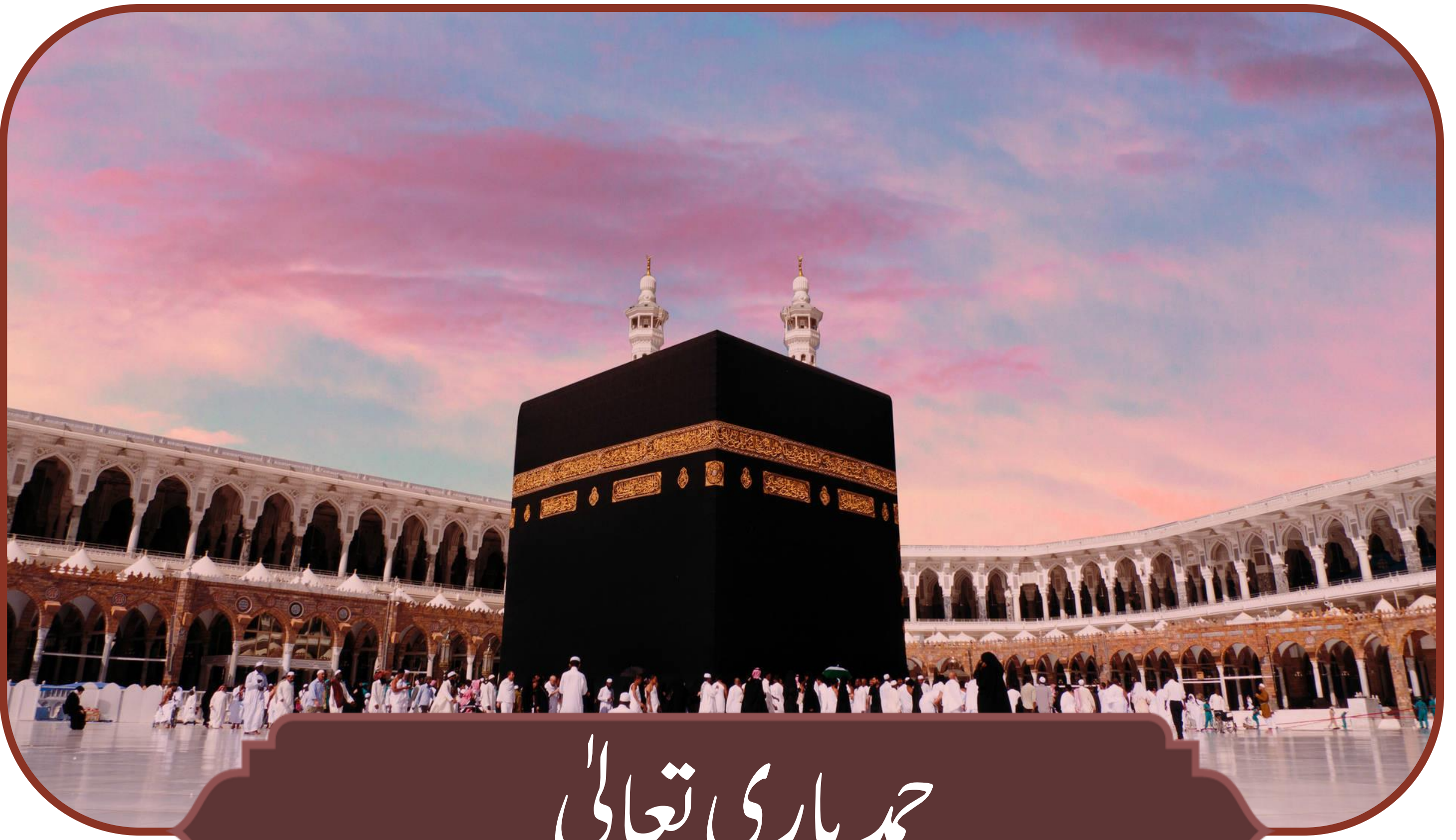
”حضرت زیدؓ فرماتے ہیں آپ علیہ السلام نے مسجد کے اندر ایک (چٹائی) کا حجرہ بنوایا تھا رات کو آکر اس میں نماز پڑھتے، صحابہ کرام بھی آپؐ کے ساتھ آپ اکی اقتداء میں نماز پڑھنے لگے اور ہر رات آنا شروع ہوگئے یہاں تک کہ ایک رات آپ علیہ السلام تشریف نہیں لائے تو صحابہ نے آپ کے حجرہ کے باہر آکر کھنگھارنا شروع کر دیا اور اونچی آواز میں بولنے لگے اور دروازے کو چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارنے لگے آپ علیہ السلام ناراضگی کی حالت میں باہر تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو! تمہارے اس لگاتار فعل کی وجہ سے مجھے گمان ہوا کہ تمہارے اوپر یہ نماز کہیں فرض نہ ہو جائے تم گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو کیونکہ انسان کی بہترین نماز وہ ہے جو گھر میں پڑھی جائے سوا فرضوں کے۔“

دین میں اپنی طرف سے کسی چیز کو لازم پکڑ لینا باعث غضب رسول اور ممنوع ہے کیونکہ ہمیں حکم ھے وما اٰتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنه فانتھوا پر عمل کریں۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
”تم ضرور اگلی اُمتوں کی عادات و اطوار کی بالشت در بالشت اور ہاتھ در ہاتھ پیروی کروگے۔ حتیٰ کہ اگر وہ گوہ (چھپکلی کی نسل کا ایک جانور) کے سوراخ میں داخل ہوں گے تو تم بھی اس میں داخل ہوگے۔“
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: یارسول اللہ ﷺ! پہلی امتوں سے آپ کی مراد یہود اور عیسائی ہیں؟
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تو پھر اور کون؟“ (صحیح بخاری:3456، بَاب مَاذُكِرَعَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ)

نیوائیر نائٹ، کرسمس، دیوالی، ہولی، ویلنٹائن ڈے اور اپریل فول منانا

یہود، ہنود اور نصارٰی کی نقّالی!



حمد باری تعالیٰ

ایم راقم نقشبندی

حالِ دل ہم بھی سنائیں یا الہی آپ کو　　دردِ دل اپنا بتائیں یا الہی آپ کو

معصیت نے گھیر رکھا ہے الہی دیکھیے　　ہے تمنا اب جو پائیں یا الہی آپ کو

نفس کی تقلید کرتے ہی رہے ہم ہر گھڑی　　دل سے اب ہم بھی منائیں یا الہی آپ کو

جب کبھی ہم پر مسلط ہوں گے یارو رنج و غم　　اس گھڑی ہم تو بلائیں یا الہی آپ کو

غیر کے در پر اے راقم زخمِ دل دھوتے رہے　　زخمِ دل اب ہم دکھائیں یا الہی آپ کو



نعت رسول مقبول ﷺ

ایم راقم نقشبندی

ان کی مدحت کر رہا ہے ذرہ ذرہ کارواں
شان ان کی واہ وا ہے رفعتوں کا آسماں

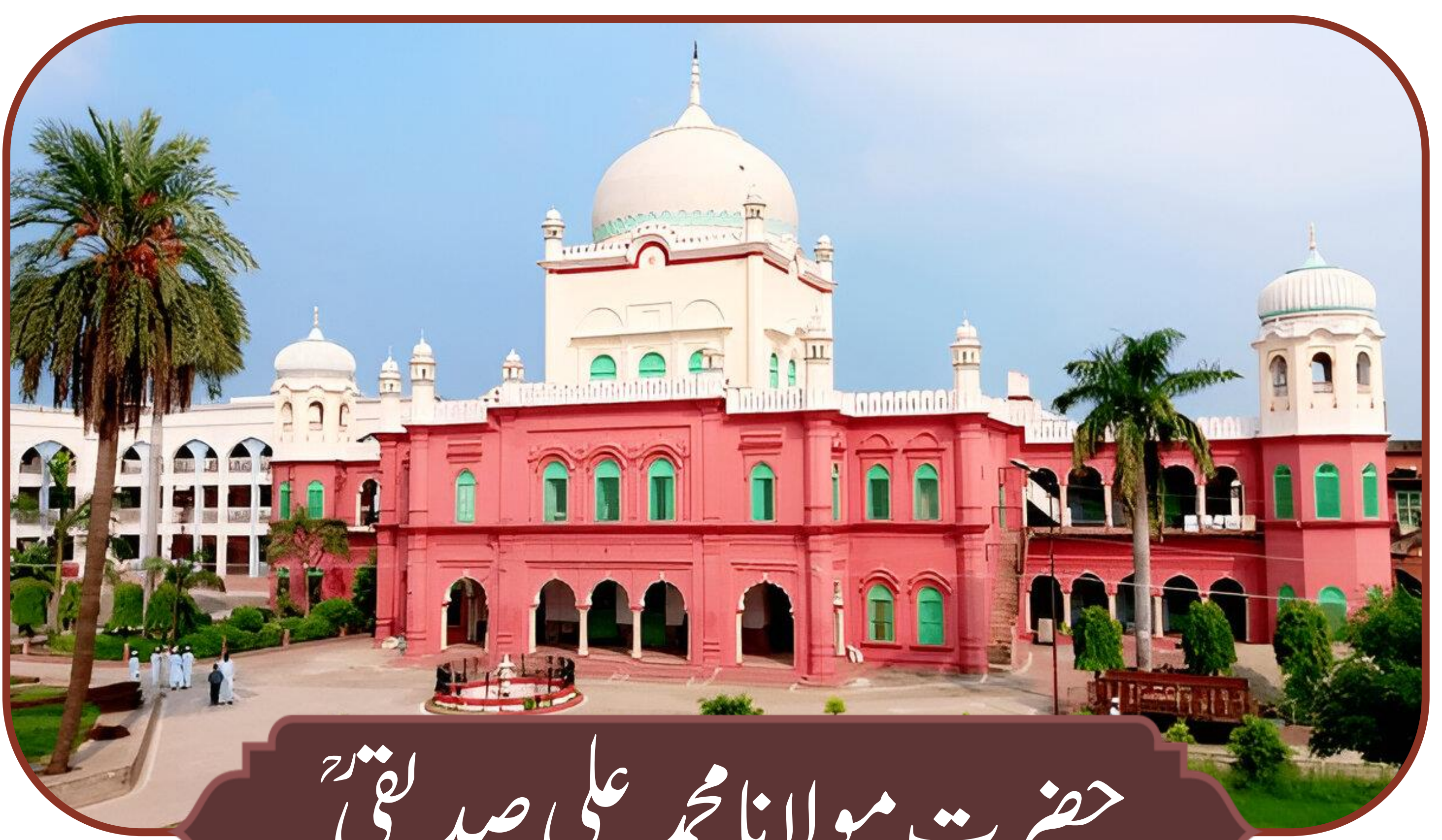
تو نہ ہوتا کچھ نہ ہوتا یہ خدا نے کہہ دیا
تیری خاطر ہی سجائے میں نے یہ دونوں جہاں

ذکر رب کا آئے جب بھی ساتھ تیرا ذکر ہو
ہر گھڑی ہر پل خدا کی گونجتی ہے یہ اذاں

سب رسل تھے مقتدی اور تو بنا ہے مقتدیٰ
سب رسل کے سامنے تھا مرتبہ تیرا عیاں

ان سے راضی ہے خدا خود تم کو اس سے کیا گلہ
دیکھ لو قرآن میں رب کی رضا کا ہے بیاں

بے بہا راقم پہ آقا آپ کے احسان ہیں
سب سے بڑھ کر یہ ہوا وہ آپ کا ہے نعت خواں



حضرت مولانا محمد علی صدیقیؒ

مدیر کے قلم سے

حضرت مولانا محمد علی صدیقی المعروف مولانا محمد علی کاندھلویؒ یکم ربیع الاول 1327 ہجری بمطابق 12 مارچ 1910 عیسوی بروز پیر ضلع مظفر نگر کے قصبہ کاندھلہ کے محلہ مولویاں میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والد کا نام حضرت مولانا محمد حکیم صدیق احمدؒ تھا۔ حضرت مولانا محمد حکیم صدیق احمدؒ ایک جامع شخصیت تھے۔ وہ مفسر قرآن تھے، محدث تھے، فقیہہ تھے، روحانی بیماریوں کے لیے مرشدِ کامل اور جسمانی بیماریوں کے لیے طبیب حاذق تھے۔ حضرت مولانا محمد حکیم صدیق احمدؒ نے طبابت کا پیشہ حضرت گنگوہیؒ کی ہدایت کے مطابق اختیار کیا تھا۔ حضرت مولانا محمد علی صدیقیؒ کی عمر 1921ء میں جب صرف گیارہ سال تھی آپ کی والد حضرت مولانا محمد حکیم صدیق احمدؒ اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔

حضرت مولانا محمد علی صدیقیؒ کا سلسلہ نسب خلیفہ اول، یار غار و مزار، امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیقؓ سے جا ملتا ہے اور اسی وجہ سے آپؒ "صدیقی" کہلاتے تھے۔

حضرت مولانا محمد علی صدیقیؒ نے حفظِ قرآن پاک اپنی والدہ سے شروع کیا اور تیسویں کی 16 سورتیں اُن سے حفظ کیں۔ اس کے علاوہ قاعدہ بغدادی بھی اپنی والدہ سے ہی پڑھا۔ بعد میں حافظ رحیم بخش کے ہاں دس سال کی عمر میں مکمل قرآنِ پاک حفظ کیا۔ مولانا نے 1921ء تا 1922ء بڑوت میں اپنے بڑے بھائی حکیم محمد عمر کی سرپرستی میں تعلیم حاصل کی۔ 1923ء میں آپ اپنے ماموں مولانا اشفاق الرحمنؒ کی تربیت میں رہے۔ 1924ء سے 1927ء تک مولانا نے مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں تعلیم حاصل کی۔ 1928 اور 1929 کے دوران میں دار العلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی۔

1929ء میں مولانا دیوبند میں تھے کہ جمعیت علمائے ہند نے انگریز کے خلاف کانگریس کی تحریک میں شمولیت کا فیصلہ کیا۔ یہ فیصلہ جمعیت کے امروہہ کے اجلاس میں کیا گیا۔ سول نافرمانی کی اس تحریک کے سلسلہ میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی نے جامع مسجد دیوبند میں ایک جلسہ میں پُرجوش تقریر کی جسے سن کر مولانا محمد علی صدیقیؒ نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اس تحریک میں حصہ لیں گے۔ یوں وہ حضرت مدنی کے سیاسی سفر میں ہم رکاب ہو گئے اور پورا ایک ماہ حضرت مدنی کے ساتھ گزارا۔ پھر والدۂ محترمہ سے اجازت لے کر 1930 میں دہلی آ گئے اور دفعہ 144 کی موجودگی کے باوجود کمپنی باغ میں جلسہ منعقد کیا، گرفتار ہوئے اور دہلی، لاہور اور ملتان جیل میں رہے۔ مارچ 1931 میں رہائی ہوئی۔ اس عرصے میں حضرت مولانا کو پنجاب کے علما اور سیاسی لوگوں سے ملاقات کا موقع ملا اور آپ کے ذہن میں اس علاقے میں دین کا کام کرنے کا داعیہ پیدا ہوا۔

25 نومبر 1931 جمعہ کا دن مولانا مجلس احرار کی کشمیر ایجیٹیشن کے سلسلہ میں جامع مسجد دہلی سے لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ یہاں آ کر ایک جلسہ میں تقریر کی جس کی صدارت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کر رہے تھے۔ اگلے روز سیالکوٹ آئے۔ یہاں مختلف مقامات پر تقاریر کیں۔ صرف رام تلائی میں 13 تقریریں کیں اور مختلف حیلوں بہانوں سے گرفتاری سے بچتے رہے، یہاں تک کہ گرفتار ہو گئے اور آپ کو اڑھائی سال جیل کی سزا دی گئی۔ سیالکوٹ جیل میں مقامی لوگوں، علما، سیاسی ورکروں اور دانشوروں سے میل جول کا مزید موقع ملا اور یہاں کے مذہبی اور فکری رویوں سے آگہی ہوئی تو دل میں یہ بات پختہ ہو گئی کہ دین کا کام اسی علاقے میں کریں گے۔

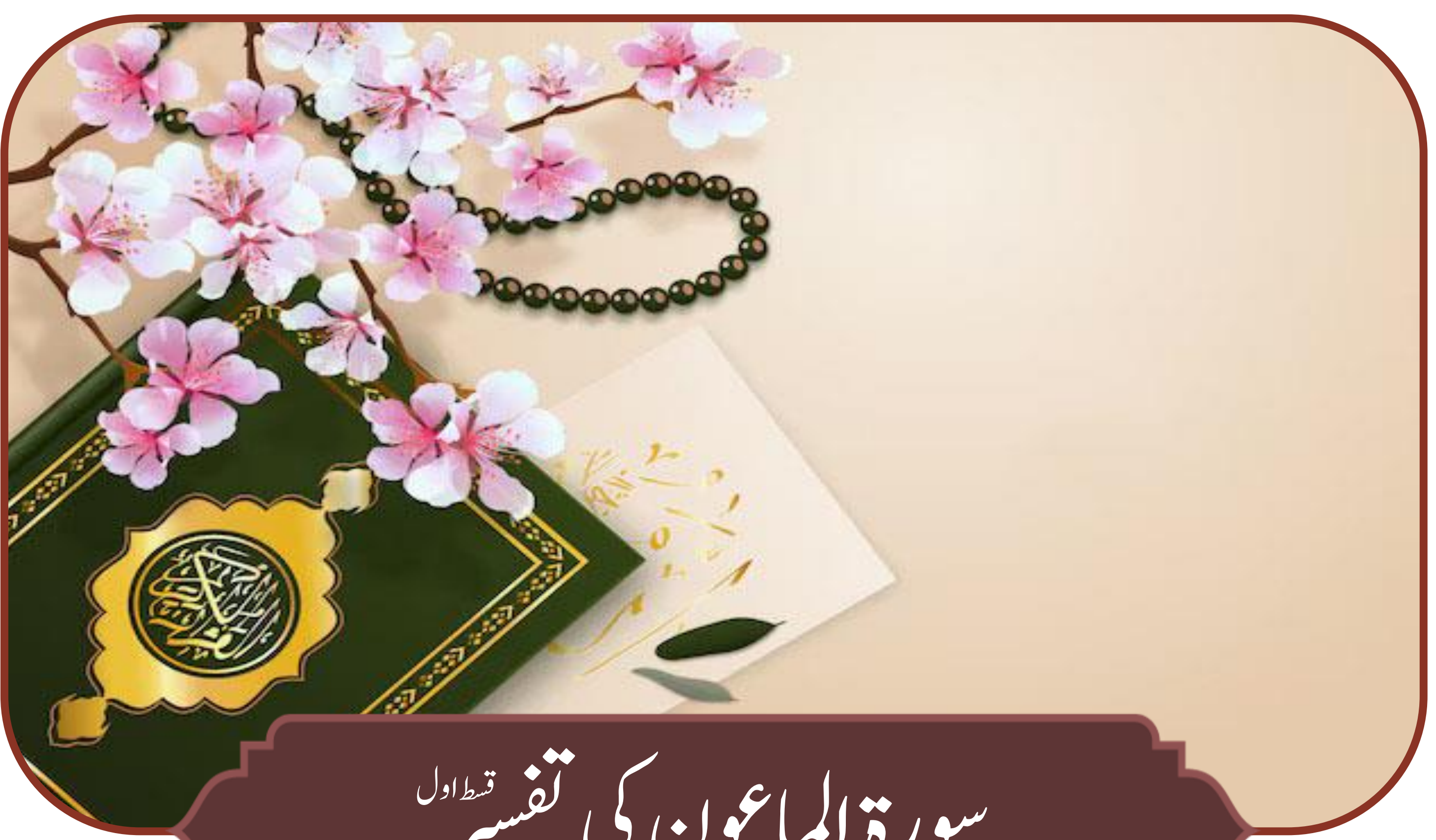
سیالکوٹ شہر میں اُس وقت کی مشہور کاروباری اور سماجی شخصیت حاجی شہاب الدین نے دار العلوم الشہابیہ کے نام سے ایک دینی درسگاہ کی بنیاد رکھی۔ حاجی شہاب الدین کے حاجی محمد علی ایگزیکٹو انجینئر سے تعلقات تھے اور موخر الذکر مولانا کے مداح بن چکے تھے۔ 14 فروری 1936 کو مولانا اور حاجی شہاب الدین کے درمیان میں دار العلوم الشہابیہ میں کام کرنے کے سلسلہ میں بڑی پُرمغز اور دلچسپ گفتگو ہوئی جس میں دہلی سے آئے ہوئے حاجی شہاب الدین کے ایک سمدھی بھی شامل ہو گئے۔ گفتگو کے دوران میں جب حاجی شہاب الدین نے مشاہرے کی بات کی تا مولانا کا جواب تھا: میں دین فروش نہیں کہ مشاہرہ لے کر کام کروں، میں تا ایک ادنیٰ داعی ہوں اور داعی سائل نہیں ہوتا۔ حاجی شہاب الدین جہاں دیدہ اور مردم شناس شخصیت، اسی ملاقات میں دار العلوم مولانا ے سپرد کر دیا اور عمر بھر مولانا کے کام میں کوئی مداخلت نہ کی۔ مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی اُسی روز یعنی 14 فروری 1936 کو رات دس بجے تک مع سامان دار العلوم الشہابیہ تشریف لے آئے اور پھر دنیا سے رحلت تک یعنی 16 دسمبر 1992 تک تقریباً 57 سال یہیں دین کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔

حضرت مولانا محمد علی صدیقیؒ معالم القرآن، امام اعظم اور علم الحدیث، نقوش زنداں، اسلام کا نظام اذکار جیسی درجنوں کتابیں تصنیف فرمائیں اور مقبول عام ہوئیں۔

16 دسمبر 1992 عیسوی بروز بدھ بمطابق 20 جمادی الثانی 1413 ہجری مولانا معمول کے مطابق صبح 9 بجے طلبہ کو پڑھا رہے تھے کہ آپ کی طبیعت خراب ہوئی، ہسپتال لے جایا گیا تاہم وہ رضائے الٰہی سے اپنے رب کے حضور پیش ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی تدفین سیالکوٹ کے معروف قبرستان "بابل شہید" میں کی گئی۔

اللہ پاک ہمیں حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین





سورۃ الماعون کی تفسیر قسط اول

مولانا عبد المتین لیاری صاحب

تعارف

1۔ سورہ ماعون مکی سورت ہے۔

2۔ آخری آیت کے لفظ "ماعون" کی نسبت سے اس کا نام "الماعون" ہے۔

3۔ اس سورہ میں آخرت کا انکار کرنے والوں کی پانچ خرابیوں کا ذکر کیا گیا ہے جن میں:

تیم کی حق تلفی، مسکین کو نظر انداز کرنا، نماز میں سستی، ریاکاری اور کنجوسی شامل ہیں۔

4۔ اس سورت میں حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔

اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ۔

ترجمہ: کیا تم نے اسے دیکھا جو جزا و سزا کو جھٹلاتا ہے؟

1۔ اس آیت میں پہلے مخاطب نبیٔ آخر الزماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ علیہ السلام کے توسط سے ہر وہ عقلمند شخص جو قرآن کے پیغام کو سمجھتا ہو۔

2۔ تین عقائد بنیادی حیثیت رکھتے ہیں:

1۔ توحید یعنی اللہ کی ذات وصفات پر ایمان لانا کہ وہ اپنی ذات اور صفات میں یکتا ہے اس کا ذات میں کوئی شریک ہے نہ صفات میں۔

2۔ رسالت یعنی تمام انبیاء علیھم السلام اور ختم نبوت پر ایمان لانا۔

3۔ آخرت یعنی مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا جس میں اپنی زندگی میں جو اچھا برا عمل کیا اس پر جزا و سزا کا یقین رکھنا۔

آخرت کے انکار کا مطلب

نظریاتی منکرین

سورت میں کے شروع میں جن آخرت کا انکار کرنے والوں کا ذکر ہے اس سے پہلے سمجھنا چاہیے کہ آخرت کا انکار دو طرح ہوتا ہے ایک تو اس طرح کہ صاف صاف آخرت کا انکار کیا جائے جیسے معاذاللہ کوئی کہے کہ میں آخرت وغیرہ مانتا ہی نہیں، میں مر کر خاک ہو جاؤں گا، میں دنیا میں دوسرا جنم لے کر دوبارہ آؤں گا، جو بھی ہے یہی دنیا کی زندگی ہے اس کے بعد دوبارہ کوئی زندگی نہیں، انسان مر کر مٹی اور خاک میں بدل جاتا ہے ہڈیاں بوسیدہ ہو جاتی ہیں، جب کوئی خدا ہے ہی نہیں تو ہمارے دوبارہ اٹھنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ عقیدہ خاص طور پر ماضی کی چند اقوام، مشرکین مکہ اور موجودہ دور میں ملحدین کا ہے۔

عملی منکرین

آخرت کے انکار کی دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی صاف الفاظ میں آخرت کا انکار تو نہ کرے لیکن اپنے عمل سے ایسا رویہ ظاہر کرے جس سے اس بات کا یقین ہو جائے کہ یہ آخرت پر یقین نہیں رکھتا کیونکہ اگر یہ آخرت پر یقین رکھتا تو یقیناً اس کے عمل میں اس کا اثر ضرور ظاہر ہوتا۔ ٹھیک ایسے ہی جیسے ایک سمجھدار عاقل بالغ انسان کو اس بات پر یقین ہوتا کہ آگ جلاتی ہے اور اس یقین کا اثر اس کے عمل میں اس طرح نظر آتا ہے کہ وہ آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتا اس ڈر اور یقین کی وجہ سے کہ یہ مجھے جلا دے گی، اگر یہی انسان آگ میں ہاتھ ڈال دے تو ہم یہی سمجھیں گے کہ اسے اس بات کا پتہ ہی نہیں یا یقین ہی نہیں کہ آگ جلاتی ہے۔

اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے اس آیت میں ان نام نہاد ایمان والوں کا تذکرہ کیا ہے جو جعلی دین داری میں مبتلا ہیں بظاہر وہ ایمان اسلام کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں لیکن در حقیقت وہ عقیدہ آخرت جیسے بنیادی عقیدے کے منکر ہیں اور پھر آگے اللہ رب العزت نے اس انکار کی کچھ نشانیاں بتلائی ہیں جس سے یہ بات سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے کہ جو شخص ان علامات میں مبتلا ہے تو بھی آخرت کا منکر ہی شمار ہو گا اور جو ان علامات سے محفوظ ہے اس کا آخرت پر یقین پختہ شمار ہو گا۔

فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ

وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔

1۔ آخرت کے منکرین کی سب سے پہلی نشانی یہ بتلائی کہ وہ یتیم کے ساتھ اچھاسلوک نہیں کرتے۔

2۔ یتیم وہ ہے کہ جس کے بالغ ہونے سے پہلے اس کے والد کا انتقال ہو جائے۔

3۔ یتیم کی فضیلت

أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ، لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ، فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ أَوْ كَهٰذِهِ مِنْ هٰذِهِ (الادب المفرد)

یتیم کی پرورش کرنے والا، خواہ وہ اُس کا رشتہ دار ہو یا نہ ہو، اور میں جنت میں اِس طرح ہوں گے۔ یا فرمایا: جیسے یہ (شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی) کے ساتھ ہے۔ (الادب المفرد)

خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ (الادب المفرد)

مسلمانوں میں بہترین گھر وہ ہے جس گھر میں کوئی یتیم (زیر کفالت) ہو اور اس سے اچھاسلوک کیا جائے۔ اور مسلمانوں میں سب سے برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم (زیر کفالت) ہو اور اس سے برا سلوک کیا جائے (الادب المفرد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے دل کے سخت ہونے کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم اپنے دل کو نرم کرنا چاہتے ہو تو مسکین کو کھانا کھلاؤ اور یتیم کے سر پر ہاتھ رکھو۔ (بیہقی)

مشرکین مکہ کا یہ معمول تھا کہ جس بچے کے والد یا والدین فوت ہو جاتے تو ہر کوئی اس یتیم کے پاس پہنچنے کی کوشش کرتا اور بچے کا سرپرست ہونے کا دعوی کرتا یہ سوچ کر کہ اس کے ترکے میں جتنا مال ہے وہ سب ہڑپ کر لیا جائے۔ (جاری ہے۔)





حضرت احسن بیگ: اللہ کے حضور میں

حضرت مولانا مفتی ناصر الدین مظاہری صاحب

میں سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کا دل سے معترف ہوں کیونکہ میں نے اپنے استاذ شیخ الادب حضرت مولانا اطہر حسینؒ کو اس سلسلہ کی تعریف میں رطب اللسان دیکھا ہے، اب جب میرے استاذ محترم ہی اس سلسلہ کی تعریف کر رہے ہیں تو مجھے نہ تو مزید کچھ فضائل جاننے کی ضرورت رہ جاتی ہے نہ ہی کسی شک اور ابہام کی گنجائش۔

آنکھوں میں بس کے دل میں سما کر چلے گئے:

حضرت شیخ الادب مولانا اطہر حسینؒ نے ایک بار سلسلہ کے عظیم بزرگ حضرت مولانا اللہ یار خانؒ (مؤلف: دلائل السلوک) کا تذکرہ کیا اور پھر فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ "میں مولانا کے پاس جاؤں اور پاس انفاس کروں" یہ اُس وقت کی بات ہے جب راقم السطور کو لفظ "انفاس" سے بھی واقفیت نہ تھی سوچتا تھا کہ انفاس، نفس کی جمع ہے تو پھر "پاس انفاس" کیا چیز ہے؟ شیخ الادبؒ نہایت بارعب شخصیت تھے، اُن سے اُس زمانہ میں سوال کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔(بعد میں خود مولانا نے ہی شفقت و مروت کا وہ معاملہ فرمایا کہ میں نے مظاہر علوم کی چہار دیواری میں شاید سب سے زیادہ ان ہی سے اکتساب فیض کیا ہے) پھر دسیوں سال بعد ایک دن دفتر مظاہر علوم میں سنا گیا کہ سلسلۂ نقشبندیہ اویسیہ کے ایک بڑے بزرگ حضرت احسن بیگ مدظلہ پاکستان سے تشریف لا رہے ہیں۔

پھر حضرت احسن بیگ تشریف لائے تو گویا "آنکھوں میں بس کے دل میں سما کر چلے گئے" کیا عجیب بزرگ تھے، خوبصورت وجیہ، پر کشش، با رعب، ذکر خدا میں زبان ہر وقت مصروف، تسبیح پر انگلیاں ہمہ وقت رینگتی ہوئی، اللہ اللہ سے ان کی زبان ہمہ وقت ہلتی ہوئی، صاف محسوس ہوتا کہ بات کے درمیان بھی ذکر کر رہے ہیں۔

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا:

مسجد اولیاء (دفتر والی مسجد) میں بین العشائین حضرت احسن بیگ مدظلہ کا خطاب ہونا تھا، مجھے تعجب ہو رہا تھا کہ اتنے سارے لوگ کشاں کشاں کیونکر بغیر کسی اعلان و اشتہار کے کہاں سے آتے جا رہے ہیں اور پھر مغرب بعد متصلاً حضرت والا کا بیان ہوا، پوری مسجد انسانی ہجوم سے بھری ہوئی، سامعین پر ایسا سناٹا گویا پہلی بار کوئی نئی اور انہونی بات سن رہے ہیں، مجمع پر ایک کیف اور کیفیت طاری، بہتوں کی آنکھوں سے آنسو جاری، ہر فرد گوش بر آواز، تقریر کیا تھی دل کھول کر رکھ دیا، عجائبات کے پردے ہٹادئے گئے، غرائبات کے نقشے سامنے رکھدئے گئے، جو بات بھی ارشاد فرمائی دل پر اثر انداز ہوئی، تقریر کے بعد دعا کرائی اور واللہ! کیا عجیب و غریب دعا تھی، دل کھنچتا اور ڈولتا محسوس ہو رہا تھا۔

کشف یا کرامت:

مجھے رہ رہ کر پچھتاوا بھی ہو رہا تھا کہ کاش میں پروگرام سے پہلے حضرت احسن بیگ سے اپنے والد ماجد نظام الدین مرحوم (متوفی ۸/ جنوری ۲۰۱۲ عیسوی) کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کر دیتا تو ممکن ہے اللہ اپنے اس محب و محبوب کی دعا قبول کر لیتا اور میرے والد ماجد کا بیڑہ پار لگ جاتا، ابھی میں اپنے دل میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ فوراً حضرت والا کی اگلی دعا زبان مبارک سے نکلی: رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا" یقین جانیے مجھے رونا آگیا کہ یا اللہ! یہ کیسے بزرگ ہیں ادھر میں اپنے والد ماجد کے لئے دعا کی درخواست نہ کر پانے کا ملال کر رہا ہوں اور ادھر اللہ تعالیٰ حضرت والا کی زبان سے وہ کلمات جو خالص والدین کے لئے ہی خود اللہ پاک نے اپنے کلام میں ارشاد فرمائے ادا کرادئے۔

دعا ختم ہوئی تو میرے دل پر اطمینان کی ایک مسرت آمیز خوشی تھی اور اللہ وحدہ لاشریک لہ کی ذات رحمت سے پر امید بھی اللہ نے ضرور میرے والد صاحب کے ساتھ کرم کا معاملہ کیا ہوگا، میں نے دعا کے بعد اپنے دوست، نوجوان عالم، سلسلۂ اویسیہ کے سالک اور حضرت احسن بیگ کے مسترشد مفتی محمد راشد ندوی مظاہری سے یہ واقعہ بتایا تو وہ بھی خوشی سے نہال ہو گئے۔

میں نہیں کہہ سکتا کہ بیگ صاحب کے "بیگ" میں اور کیا کیا کرامات موجود تھیں، کہنے کو تو وہ اصطلاحی عالم نہیں تھے لیکن مجھے یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ وہ عالم جو سند یافتہ ہو مگر کسی مصلح، مرشد اور اللہ والے سے مربوط نہ ہو تو اس کا بہکنا، بھٹکنا، راہ راست سے ہٹ جانا، راندہ و آوارہ ہو جانا سب کچھ ممکن ہے لیکن جن کو اہل اللہ کی صحبت مل جائے، جنہیں ایک مضبوط آستانہ اور حِصنِ حَصِین میں جگہ مل جائے تو اُن کے بہکنے کے امکانات نہایت کم ہو جاتے ہیں۔

احسن بیگ صاحب کے تمام مناظر اَحسن ہیں:

اُن کو جن کی صحبت ملی وہ بڑوں کے تربیت یافتہ، عظیم نسبتوں کے حامل، عجیب حالات و کرامات رکھنے والے ،زندہ دل، زندہ فکر، زندہ دماغ، علوم نبویہ و روحانیہ سے مالا مال، دین کے پیام بر، سلوک کے پیغام بر، اسلاف کی تعلیمات کے خوگر، روحانیات کے نامہ بر، تو پھر ان کی صحبتوں کا اثر احسن صاحب پر کیونکر نہ ہوتا، اثر ہوا اور جم کر ہوا، چھایا اور جم کر چھایا: ع

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا۔

آپ نے ہمیشہ دیکھا ہو گا کہ مریدین و مسترشدین ہی اپنے پیر و مرشد کی شان میں رطب اللسان ہوتے ہیں ان کی تعریف و تحسین کرتے ہیں ان کے لئے بلند و بالا الفاظ استعمال کر کے اپنی عقیدت و محبت کا نذرانہ پیش کرتے ہیں لیکن ایسا بہت کم دیکھا ہو گا کہ خود پیر و مرشد ہی اپنے مرید و مسترشد کی تعریف کر رہا ہو، اس کی شان بیان کر رہا ہو، مسترشد کا روحانیت کے باب اور سلوک واحسان کی کتاب میں کیا مقام و مرتبہ ہے واضح کر رہا ہو اور تاکید و تعقید کے ساتھ بتا رہا ہو کہ احسن بیگ جو مقام بلند رکھتے ہیں ان کی نظیر ملنی مشکل ہے، ان کی صحبت کو غنیمت جانو، ان کے فیوض سے اپنے دامن مراد کو بھر لو ہرگز ہرگز اس میں کوتاہی مت کرو۔

میں نے بے شمار بزرگوں کی زیارت کی ہے، ان گنت اکابر کی خدمت میں بیٹھا ہوں لیکن میرے دل کی جو حالت آپ کے پاس محسوس ہوئی کبھی کہیں اور محسوس نہیں ہوئی، آپ کی زبان ہمیشہ ذکر الٰہیٰ میں متحرک رہی، مجھے یہ بھی محسوس ہوتا کہ آپ کسی سے بات کرتے وقت بھی ذکر میں مشغول ہیں، اصل میں ان کا قلب جاری ہو چکا تھا ان کی ہر حرکت اور سکون ذکر سے عبارت ہو چکی تھی۔

ان کی شفقتیں، مروتیں، عنایتیں سب کچھ سنت و شریعت سے عبارت تھیں، وہ جب ذکر کا حلقہ لگاتے اور اردو عربی فارسی کے بے شمار اشعار وجد لے لے کر پڑھتے تو اس کی لذت اور حلاوت وہ بھی محسوس کرتے جن کو ان اشعار کا ترجمہ و مطلب بھی معلوم نہ ہوتا، وہ بھی روتے جن کو زندگی میں کبھی رونا نہ آتا، وہ قلوب بھی غمناک اور وہ آنکھیں بھی نمناک ہو جاتیں جن آنکھوں نے خشک رہنے کی گویا قسم کھار کھی تھی، بڑے دیدہ ور بڑے شناور اور بڑے غواص تھے ان کی دیدہ وری، شناوری اور غواصی سے انکار صرف شپرہ چشم ہی کر سکتا ہے یا وہ کر سکتا ہے جس نے پہلے سے ہی نہ ماننے نہ سننے کا مزاج مستحکم کر رکھا ہو۔

حضرت احسن بیگ رحمہ اللہ یوں تو ہر سال ہی عموماً دیار حرم جاتے تھے خلق کثیر ان سے فیضیاب ہوتی تھی لیکن اس بار حرم گئے نہیں گویا لے جائے گئے، بیمار تو تھے ہی، عمر طبعی سے مدتوں پہلے آگے بڑھ چکے تھے، چراغ رہ گزر کی لو بادئی تند و تیز سے کبھی کم کبھی مدھم اور کبھی زیادہ ہو جاتی تھی، سفینہ حیات یوں ہی رواں دواں تھا لیکن اس سفر میں جس نے بھی دیکھا وہ محسوس کئے بغیر نہ رہا کہ اس بار طبیعت کی ناسازی پہلے سے مختلف

ہے، ہوسپٹل میں داخل کئے گئے، دوائیں اور دعائیں مسلسل جاری تھیں، ہزاروں عقیدت مند حرم مکی و مدنی اور دنیا بھر میں رب قدیر و قادر کے حضور دست بہ دعا تھے لیکن

الٹی ہو گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا۔

دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا۔

مکہ مکرمہ میں 12 / جمادی الاخری 1446ھ کو حق تعالی کی طرف سے بلاوا آچکا تھا، وقت موعود موجود اور مسعود روانگی اڑان بھرنے کے لئے تیار یعنی معبود کی سرگوشی عبد کے گوش میں گونجی يٰاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ۔ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔ اور عبد نے بہزار اطاعت و نیاز مندی لبیک و سعدیک کہا اور روح نے قفص عنصری سے پرواز کی۔ آہ کہ وہ زبان مبارک جو چند دن پہلے لبیک اللہم لبیک کی شیرینی و حلاوت سے تر و تازہ تھی اب خاموش ہے وہ لب جو ہمیشہ ذکر خداوندی میں متحرک رہتے تھے اب چپ ہیں وہ قلب جو ہمیشہ جاری رہا اس نے اذن الہی سے خاموشی طاری کرلی۔ عزیزوں، قریبوں، مریدوں اور اہل تعلق کے دلوں پر کیا گزری اس کے تصور سے روح کانپ جاتی ہے۔

بڑے سعید اور نصیبہ ور تھے کہ انھیں مقبرہ شہدائے حرم میں زمین کے حوالے کیا گیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

نماز کے بعد اپنی جگہ پر باوضو بیٹھنا!

فرشتوں کی دُعائیں حاصل کرنے کا سبب!

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جب تک تم میں سے کوئی اپنے اُس مصلے پر جہاں اس نے نماز پڑھی بیٹھا رہے اور اس کا وضو نہ ٹوٹے تو فرشتے اس کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ

اے اللہ! اس کی مغفرت فرما دیجیے! اے اللہ! اس پر رحم کر دیجیے!“

(صحیح البخاری: 445 باب الْحَدَثِ فِي الْمَسْجِدِ)

یا قہار



مولانا ضیاء الرحمن صاحب

”یَاقَهَّارُ“ اللہ تعالیٰ کے جلال و عظمت کا ایسا صفاتی نام ہے جو اس کی بے مثل طاقت، کامل حکمرانی، اور ظالموں پر اس کے غالب ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ قہر کا مطلب ہے کسی چیز کو مکمل طور پر اپنے قابو میں لے آنا، اور ”القہّار“ وہ ذات ہے جو ہر چیز پر غالب ہے اور اپنی مرضی کے مطابق سب کچھ کرتا ہے۔ یہ نام ہمیں یاد دلاتا ہے کہ دنیا میں کوئی بھی قوت اللہ کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کرسکتی۔

قرآنِ کریم میں ”القہّار“ کا ذکر:

”قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنْذِرٌ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔“(سورۃ ص:65)

”کہہ دو، میں تو صرف خبردار کرنے والا ہوں، اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، جو واحد اور سب پر غالب ہے۔“

”لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا لَاصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ سُبْحَانَهُ هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔“(سورۃ الزمر:4)

”اگر اللہ اولاد چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا، لیکن وہ پاک ہے، وہی اللہ ہے، واحد اور سب پر غالب۔“

”يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔“(سورۃ یوسف:39)

”اے میرے قید خانے کے ساتھیو، کیا الگ الگ معبود بہتر ہیں یا اللہ جو واحد اور سب پر غالب ہے؟“

”يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔“(سورۃ غافر:16)



”جس دن سب ظاہر ہوں گے، اور اللہ سے کچھ بھی چھپا نہ ہو گا، اس دن کس کی بادشاہی ہو گی؟ صرف اللہ کی جو واحد اور سب پر غالب ہے۔“

”وَبَرَزُوا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔“

اور وہ اللہ کے سامنے پیش ہوں گے جو واحد اور سب پر غالب ہے۔“(سورۃ ابراھیم:48)

"يَا قَهَّارُ" کا ورد اور فوائد:

دل کو سکون:

اگر آپ کسی ایسی آزمائش میں ہیں جہاں دشمن یا حالات غالب آ رہے ہیں، تو ”یا قَہَّارُ“ کا ورد آپ کے دل کو سکون اور اللہ کی مدد کا یقین دلاتا ہے۔

ظالم کے خلاف دعا:

ظالموں کے خلاف دعا میں اس اسم کا ورد انتہائی موثر ہے۔

روحانی صفائی:

یہ ذکر دل کی سختی کو ختم کرتا ہے اور عاجزی پیدا کرتا ہے، کیونکہ انسان اللہ کے جلال کو یاد کرتا ہے۔

مشکل حالات میں طاقت:

یہ اسم بندے کو یاد دلاتا ہے کہ اللہ ہی ہر چیز پر غالب ہے اور کوئی بھی مسئلہ اس کی حکمرانی سے باہر نہیں۔

مومن اور قہار کی حکمت:

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم قہار کے مفہوم کو اپنی زندگی میں محسوس کریں۔ یہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ غرور اور ظلم کا انجام برا ہے، اور عاجزی و اطاعت ہی اللہ کے قریب لے جاتی ہے۔





تربیت اولاد

مولانا محمد شعیب صاحب

جب بچے کے بالوں میں کنگھی کریں تو اسے بتائیں کہ بالوں میں کنگھی کرنا پیارے نبی ﷺ کی سنت ہے، چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

”مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ۔“

”جس کے پاس بال ہوں تو اسے سنوارنا چاہیے۔“(ابوداؤد،3632)

جب بچے کو مدرسہ یا سکول بھیجیں تو اسے پیارے محبوب ﷺ کی یہ حدیث سنائیں:

”من سلك طريقاً يطلب فيه علماً سهل الله له طريقاً إلى الجنة۔“

جو علم سیکھنے کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو اللہ تعالی اس کے لیے جنت کا راستہ آسان بنا دیتا ہے۔(البخاری، کتاب العلم،1)

جب بچے کے سامنے مسکرائیں تو اسے بتائیں پیارے رسول اکرم ﷺ نے مسکرانے کو صدقہ (نیکی) قرار دیا ہے۔

”تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ۔“

”اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا صدقہ ہے۔“(ترمذی،1956)

جب بچے کی تعریف کریں تو اسے پیارے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنائیں:

"الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ۔"

"اچھی بات بھی صدقہ (نیکی) ہے۔"(بخاری،2734)

جب آپ اپنا کھانا بچے کی پلیٹ میں ڈالیں تو اسے بتائیں کہ یہ بھی نیکی کا کام ہے۔

"وَإِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِي دَلْوِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ۔"

"اپنے برتن سے کوئی چیز لے کر اپنے بھائی کے برتن میں ڈالنا صدقہ اور نیکی ہے۔"(ترمذی،1956)

جب آپ کہیں ایسی محفل میں ہوں جہاں بڑے بزرگ لوگ ہوں، تو اپنے بچے کو ان کی خدمت کے لیے کہیں اور اسے بتائیں کہ پیارے رسول اکرم ﷺ کی اطاعت و فرماں برداری کا یہ ایک طریقہ ہے۔

"لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيرَنَا۔"

"جو چھوٹے پر رحم اور بڑے کی عزت نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔"(ترمذی،1919)

الغرض اس طرح اپنے بچوں کی تمام حرکات و سکنات کو پیارے محبوب ﷺ کی سنت مبارکہ اور سیرت طیبہ سے جوڑنے کا اہتمام کرنا چاہیے اور انہیں پیارے رسول اللہ ﷺ کی پیاری پیاری حدیثیں سکھانی چاہییں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین



بچوں کے رویوں پر والدین کے اثرات!

- اگر آپ کا بچہ زیادہ تنگ کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اسے اپنے قریب نہیں کرتے اور اس سے پیار نہیں کرتے۔
- اگر آپ کا بچہ ہمیشہ غصہ میں رہتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس کے اچھے کاموں کی تعریف نہیں کرتے۔
- اگر آپ کا بچہ تنہائی پسند ہے تو اس کا مطلب یہ کہ آپ بہت زیادہ مشغول رہتے ہیں۔
- اگر آپ کے بچے میں خود اعتمادی کی کمی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس کی حوصلہ افزائی نہیں کرتے۔
- اگر آپ کا بچہ جسمانی طور پر کمزور ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہمیشہ اسے ڈرائے رکھتے ہیں۔
- اگر آپ کا بچہ ضدی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ سخت مزاج ہیں۔
- اگر آپ کا بچہ چوری کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اسے خرچ کرنا اور ہدیہ دینا نہیں سکھاتے۔
- اگر آپ کا بچہ دوسروں کا احترام نہیں کرتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس کے ساتھ پست آواز میں بات نہیں کرتے۔
- اگر آپ کا بچہ کنجوس ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ خرچ کرنے میں اسے اپنے ساتھ شریک نہیں کرتے۔
- اگر آپ کا بچہ جھوٹ بولتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بات بات پر اس کی سخت پکڑ دھکڑ شروع کر دیتے ہیں۔

(ماخوذ از عربی حکایت)

دعاء مغفرت

محمد حفص فاروقی صاحب

اپنے بچوں کے سامنے اپنے والدین کے لئے دعائیں مانگیں تاکہ کل آپ کے بچے بھی آپ کے لئے دعائیں کریں، ورنہ اس موبائل نے لوگوں سے دعائیں، وقت اور سکون چھین لیا ہے۔

کچھ عرصے پہلے تک اسپتالوں اور جنازوں پر لوگوں کو دعائیں مانگتے ہوئے دیکھا جاتا تھا، سبحان اللہ آج یہ وقت ہے کہ لوگ جنازوں پر بھی موبائلز پر مصروف ہوتے ہیں۔

میت کو جس وقت شدید دعاء کی ضرورت ہے اس وقت یہ خوش گپیوں میں مصروف ہیں۔

اس وقت پہلی بار مجھے سمجھ میں آیا کہ موبائل نے ہم سب کے دین اور دنیا کو کس طرح برباد کر دیا۔ پہلی بار میں نے یہ دعا کی کہ یارب ہمارے جنازے پر وہ لوگ آئیں جو ہمارے ساتھ مخلص ہوں اور ہمارے لئے اس وقت دعا کریں جس وقت ہمیں شدید ترین دعا کی ضرورت ہوگی۔

میتوں کے لئے دعا میں کنجوسی نہ کیا کریں۔ آج وہ محتاج ہیں کل ہم محتاج ہوں گے۔

سب کے مغفرت کی دعاء کو خود پر لازم کرلیں۔

قیمتی ہار



محمد الرحمن صاحب

ایک ملک پر ایک بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ نہایت رحم دل اور خدا ترس تھا۔ اس کی ایک بیٹی تھی۔ جو نہایت ہی ضدی تھی۔ اور ہر ایک سے ضد کر کے بات منواتی تھی۔ ایک دن محل کے باغ میں پھول توڑنے کے لیے آئی۔ تو اسے پھول پر شبنم کے قطرے نظر آئے۔ اس نے سوچا کیوں نا اس کا ہار بنا کر پہنا جائے۔

اس نے بادشاہ سے کہا، ابا جان میں ان قطروں کا ہار پہننا چاہتی ہوں۔ بادشاہ نے کہا۔ بیٹی یہ تو بہت مشکل کام ہے، ان قطروں کا ہار نہیں بن سکتا۔ مگر شہزادی نے اپنی ضد سے بادشاہ کو پریشان کر دیا۔ آخر تنگ آکر بادشاہ نے اعلان کیا۔ جو شہزادی کو شبنم کے قطروں سے ہار بنا دے گا۔ اسے انعام و اکرام سے نوازا جائے گا۔ دور دور سے لوگ آئے۔ مگر ناکام رہے۔ اس ملک میں ایک سنار کا بیٹا رہتا تھا۔ اس نے اپنے والدین سے اجازت لی اور بادشاہ کے محل کی طرف چل پڑا۔

محل جا کر اس نے کہا: شہزادی کے لیے شبنم کے قطروں کا ہار مین بنا کر دوں گا۔ سنار بادشاہ اور شہزادی کو لیکر باغ میں چلا گیا۔ سنار نے شہزادی کو کہا کہ ہار بنانے میں تمہیں میری مدد کرنا ہو گی۔ یہ شبنم کے قطرے مجھے اٹھا اٹھا کر دو، تاکہ میں تمہارے لیے ہار بنا سکوں۔ شہزادی نے کہا، یہ تو کوئی مشکل کام نہیں، جب شہزادی نے شبنم کے قطروں کو پکڑنے کی کوشش کی تو وہ ہاتھ سے بہہ جاتے۔ اس طرح شہزادی کے سمجھ میں آگیا، تو اس نے ضد کرنے سے توبہ کر لی۔ بادشاہ نے آگے بڑھ کر سنار کو گلے لگایا۔ اور خوب انعام و اکرام سے نوازا۔



سبق:- آج عام انسان بھی اس بادشاہ کی بیٹی طرح ہے جو دولت کو اپنے پاس مقید کرنا چاہتا ہے جبکہ یہ دولت بھی شبنم کے قطروں کی مانند ہی ہے جو جس کے پاس آتی ہے اسکی کبھی نہیں ہوتی اور جو اسے قید (جمع) کرتا ہے وہ خود اسے چھوڑ کر اس دنیائے فانی سے رخصت ہو جاتا ہے۔

بوسیدہ ایمان کی تروتازگی کیلیے دُعا!

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"بے شک ایمان تمہارے سینے میں ایسے ہی بوسیدہ ہوجاتا ہے جیسے کہ (پُرانا) کپڑا بوسیدہ ہوجاتا ہے۔

لہذا تم اللہ سے دُعا کرتے رہا کرو کہ وہ تمہارے دلوں میں ایمان کو از سرِ نو تازہ کردے۔"

(المستدرک علی الصحیحین:5، کتاب الایمان، وصححہ الذہبی)

یا اللہ! ہمارے ایمان میں تروتازگی اور ترقی عطا فرما۔ (آمین)



کہاوتیں

محمد عبداللہ چترالی صاحب

”جو اپنے پڑوسی کے گھر کو ہلاتا ہے، اس کا اپنا گھر گر جاتا ہے۔“ (سوئس کہاوت)

”اگر کوئی شخص پیٹ بھر کر کھالے تو اسے روٹی کا ذائقہ محسوس نہیں ہوتا۔“ (اسکاٹ لینڈ کہاوت)

”اگر تم مسکرانا نہیں جانتے تو دکان نہ کھولو۔“ (چینی کہاوت)

”اچھی شکل سب سے مضبوط سفارش ہے۔“ (انگلش کہاوت)

”نیکی کرنا احسان فراموش کے ساتھ ایسا ہے جیسے سمندر میں عطر ڈالنا۔“ (پولینڈ کہاوت)

”اگر تم کسی قوم کی ترقی دیکھنا چاہتے ہو تو اس کی عورتوں کو دیکھو۔“ (فرانسیسی کہاوت)

”ہم اکثر چیزوں کو ان کی حقیقت سے مختلف دیکھتے ہیں کیونکہ ہم صرف عنوان پڑھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔“ (امریکی کہاوت)

”دوسروں کی غلطیاں ہمیشہ ہماری غلطیوں سے زیادہ واضح ہوتی ہیں۔“ (روسی کہاوت)



”تمہاری قناعت تمہاری نصف خوشی ہے۔“(اطالوی کہاوت)

”ہر انسان اپنی تقدیر خود بناتا ہے۔“(انگلش کہاوت)

”اپنے دماغ کو علم سے لیس کرو، بہتر ہے کہ جسم کو زیورات سے سجاؤ۔“(چینی کہاوت)

”خودپسندی جہالت کی پیداوار ہے۔“(اسپین کہاوت)

”وہ محبت جو تحفوں پر انحصار کرے، ہمیشہ بھوکی رہتی ہے۔“(انگلش کہاوت)

”اس عورت سے ہوشیار رہو جو اپنی فضیلت کے بارے میں بات کرتی ہے اور اس مرد سے جو اپنی دیانت داری کے بارے میں بات کرتا ہے۔“(فرانسیسی کہاوت)

”اپنی بیوی کو محبت دو اور اپنی ماں کو اپنا راز بتاؤ۔“(آئرلینڈ کہاوت)

”پانچ سال تک اپنے بچے کو شہزادہ بناؤ، دس سال تک غلام کی طرح اور اس کے بعد دوست بن جاؤ۔“(ہندی کہاوت)

”انسان ہونا آسان ہے، مگر مرد بننا مشکل ہے۔“(روسی کہاوت)

”میرے خاندان نے مجھے بولنا سکھایا، اور لوگوں نے مجھے خاموش رہنا سکھایا۔“(چیکوسلوواک کہاوت)

”جو لوگوں کو علم کی نظر سے دیکھتا ہے ان سے نفرت کرتا ہے؛ اور جو انہیں حقیقت کی نظر سے دیکھتا ہے انہیں معاف کرتا ہے۔“(اطالوی کہاوت)

”غصہ ایک تیز ہوا ہے جو عقل کے چراغ کو بجھا دیتا ہے۔“(امریکی کہاوت)

”جو لوگ دیتے ہیں انہیں اپنے دینے کی بات نہیں کرنی چاہیے، جبکہ جو لوگ لیتے ہیں انہیں اس کا ذکر کرنا چاہیے۔“(پرتگالی کہاوت)

”بڑا درخت زیادہ سایہ دیتا ہے مگر کم پھل دیتا ہے۔“(اطالوی کہاوت)

”اپنی فکر کو پھٹی ہوئی جیب میں ڈال دو۔“(چینی کہاوت)

”زیادہ کھالینا بھوک سے زیادہ نقصان دہ ہے۔“(جرمن کہاوت)

”ہر دن بوئے، ہر دن کھاؤ۔“(مصری کہاوت)



”اے انسان، موت کو نہ بھولو کیونکہ یہ تمہیں نہیں بھولے گی۔“(ترکی کہاوت)

”انتقام کی لذت ایک لمحے کی ہے، مگر معافی کا سکون ہمیشہ کے لئے رہتا ہے۔“(اسپین کہاوت)

”محبت اور خوشبو کو چھپایا نہیں جاسکتا۔“(چینی کہاوت)

”جس کی جیب خالی ہو، اسے اپنی زبان کو میٹھا بنانا چاہیے۔“(ملائیشیائی کہاوت)

”پانی کے چھوٹے قطرے بھی ندی بناسکتے ہیں۔“(جاپانی کہاوت)

”اللہ پرندوں کو رزق دیتا ہے مگر انہیں اسے پانے کے لیے پرواز کرنا پڑتا ہے۔“(ہالینڈ کہاوت)

”محبت تب تک باقی رہتی ہے جب تک پیسہ ہوتا ہے۔“(فرانسیسی کہاوت)

”جو اپنے دوست کو قرض دیتا ہے، وہ دونوں کو کھو دیتا ہے۔“(فرانسیسی کہاوت)

”جو کوئی خوبصورت عورت سے شادی کرتا ہے اسے دو آنکھوں سے زیادہ کی ضرورت ہوتی ہے۔“(انگلش کہاوت)

”جس کی پشت پر تنکا ہوتا ہے، وہ ہمیشہ آگ سے ڈرتا ہے۔“(فرانسیسی کہاوت)

”جس نے منزل تک پہنچنے کا عزم کرلیا، اس نے ہر رکاوٹ کو معمولی سمجھا۔“(فرانسیسی کہاوت)

”جو خود کو بھیڑ سمجھتا ہے، بھیڑیا اسے کھا جائے گا۔“(فرانسیسی کہاوت)



رحمت خداوندی پر بھروسہ

محمد عبداللہ ترکی صاحب

ایک بھیڑیا بازار میں جارہا تھا وہاں کسی دوکان کی چھت پر کھڑی بکری اس کو برا بھلا کہنے لگی!

کسی نے کہا بکری میں اتنی ہمت آگئی ہے جو آپ کو گالیاں دے رہی ہے

بھیڑیا کہنے لگا بکری کی کیا مجال جو مجھے گالیاں دے گالیاں تو مجھے وہ چھت دے رہی ہے جس پر وہ بکری کھڑی ہے

یعنی اس کا سہارا مضبوط ہے اس لیئے یہ کسی کو بھی باتیں سنا سکتی ہے۔

اسی طرح

ایک متقی انسان سے ان کے چہرے کی تازگی اور خوشی کا راز پوچھا گیا!

فرمایا"

میرے سارے معاملات رب العالمین کے ہاتھ میں ہیں تو مجھے حیاء آتی ہے کہ مالک کائنات کے ہوتے ہوئے میں پریشان پھروں!

یاد رکھیں!

آپ کا غم و دکھ کرنا اور افسوس کرنا آپ کے معاملات نہیں بدل سکتا ہاں مگر رب العالمین پر بھروسہ کرنا آپ کے تمام معاملات بدل سکتا ہے اور مسائل حل کر سکتا ہے

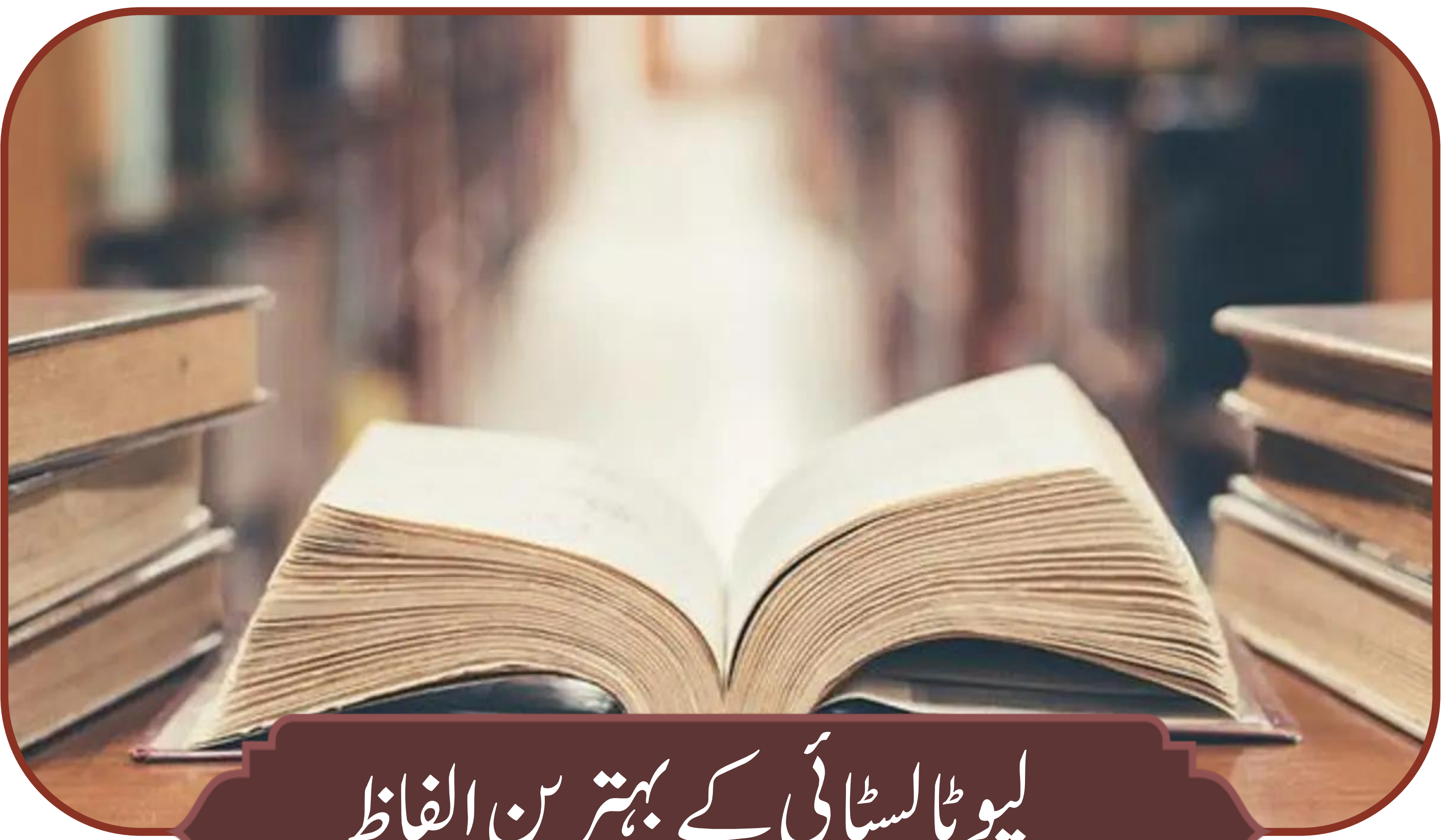
اپنی تدبیر پر نہیں رب العزت کی رحمت پر بھروسہ کریں۔



حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص لوگوں کی خوشنودی کے لیے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور پھر ان لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دیتے ہیں جن کی خوشنودی کے لیے اس نے اللہ کو ناراض کیا تھا۔

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے لوگوں کو ناراض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی راضی کر دیتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے اس نے ناراض کیا تھا یہاں تک کہ ان لوگوں کی نگاہ میں اس شخص کو اچھا کر دیتے ہیں اور اس کے قول و عمل کو ان لوگوں کی نگاہ میں مزین فرما دیتے ہیں۔“ (المعجم الکبیر للطبرانی:11696)



لیو ٹالسٹائی کے بہترین الفاظ



محمد مسعود صاحب

1۔ ''اگر آپ کمال تلاش کرتے ہیں، تو آپ کبھی بھی مطمئن نہیں ہوں گے۔''

2۔ ''ہر کوئی دنیا کو بدلنے کا سوچتا ہے، لیکن کوئی خود کو بدلنے کا نہیں سوچتا۔''

3۔ ''تمام خوش کن خاندان ایک جیسے نظر آتے ہیں۔ ہر ناخوش خاندان اپنے طریقے سے ناخوش ہوتا ہے۔''"

4۔ ''یہ حیرت انگیز ہے کہ خوبصورتی خوبصورتی ہی اچھی بات ہے۔''

5۔ ''وہ اس کی طرف زیادہ دیر تک نہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوا نیچے چلا گیا، جیسے کہ وہ سورج ہے، پھر بھی اس نے اسے بغیر دیکھے بھی، سورج کی طرح دیکھا۔''

6۔ ''میرے خیال میں اگر یہ سچ ہے کہ سر جتنے دماغ ہیں، تو دلوں میں بھی اتنی ہی محبت ہے۔''

7۔ ''ہم صرف یہ جان سکتے ہیں کہ ہم کچھ نہیں جانتے۔ ''اور یہ انسانی عقل کا اعلیٰ ترین درجہ ہے۔''

8۔ ''احترام اس خالی جگہ کو بھرنے کے لیے ایجاد کیا گیا تھا جہاں محبت ہونی چاہیے۔''



9۔ ”اگر مجھ سے پوچھا گیا، تو، سب سے اہم مشورہ جو میں دے سکتا ہوں، جسے میں اپنی صدی کے مردوں کے لیے سب سے زیادہ مفید سمجھتا ہوں، مجھے صرف اتنا کہنا چاہیے: ایک لمحے کے لیے رکیں، اپنا کام بند کریں، ارد گرد دیکھیں۔“

10۔ ”صرف وہ لوگ جو مضبوط محبت کی اہلیت رکھتے ہیں وہ بھی بڑے غم کا سامنا کر سکتے ہیں، لیکن محبت کی یہ طاقت ان کے غم کا مقابلہ کرنے اور ان کا علاج کرنے کا کام کرتی ہے۔“"

11۔ ”بہار منصوبوں اور منصوبوں کا وقت ہے۔“

12۔ ”اگر آپ خوش رہنا چاہتے ہیں تو بنو۔“

13۔ ”کیا یہ واقعی کسی اور کو بتانا ممکن ہے کہ کوئی کیسا محسوس کرتا ہے۔؟“

17۔ ”ہم اپنی روحوں کو تلاش کرتے ہیں، ہمیں اکثر ایسی چیز مل جاتی ہے جو وہاں موجود ہوتی ہے، جس پر کسی کی توجہ نہیں ہوتی۔“

18۔ ”غلط غلط ہونے کی مذمت نہیں کرتا کیونکہ اکثر اس کی وجہ سے ہم حق تک پہنچ جاتے ہیں۔“

19۔ ”جب آپ کسی سے سچی محبت کرتے ہیں، تو آپ کو اس شخص سے ویسا ہی پیار کرنا چاہیے جیسا کہ وہ ہے، نہ کہ جیسا آپ چاہتے ہیں کہ وہ ہو۔“

21۔ ”آزاد سوچ رکھنے والے وہ ہیں جو بغیر کسی تعصب کے اور ان چیزوں کو سمجھنے کے خوف کے بغیر جو ان کی عادات، مراعات یا عقائد سے متصادم ہوں، اپنے ذہن کو استعمال کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ ”یہ ذہنی کیفیت عام نہیں ہے، لیکن صحیح سوچ کے لیے ضروری ہے۔“

22۔ ”سب سے طاقتور جنگجو صبر اور وقت ہیں۔“

23۔ ”برے رہو، لیکن کم از کم جھوٹے، دھوکے باز نہ بنو!۔“

24۔ "تمام قسمیں، تمام جادو، زندگی کی تمام خوبصورتی روشنی اور اندھیرے سے بنی ہے۔“





لاپرواہی



محمد عاصم صاحب

لاپرواہی۔۔ اپنے بیٹے یا بیٹی کی بلند آواز آپ کے یا کسی بڑے شخص کے ساتھ بولنے پر خاموش رہنا، انہیں بدزبانی اور بے باکی سکھاتا ہے۔

لاپرواہی۔۔ اپنے بیٹے یا بیٹی کے کسی بات یا نظر سے آپ یا کسی اور کا مذاق اُڑانے کو نظر انداز کرنا، انہیں دل کی سختی، بد تمیزی، اور بدسلوکی سکھاتا ہے۔

لاپرواہی۔۔ اپنے بچے کو آپ سے الگ تھلگ رہنے دینا اور ان کا حقیقی یا ورچوئل دنیا میں گم ہو جانا، انہیں ایک بے حس انسان بنا دیتا ہے، جس کے بارے میں آپ صرف یہ جانتے ہیں کہ وہ زندہ ہے۔

لاپرواہی فرض عبادات چھوڑنے کی اجازت دینا، دل اور روح کو بہرا بنا دیتا ہے اور انہیں زندگی میں کوئی محفوظ پناہ گاہ یا معنی نہیں ملتا۔

لاپرواہی۔۔ اپنے بیٹے کو کچھ ذمہ داریوں سے بھاگنے کی اجازت دینا، آہستہ آہستہ اس کی اصل مردانگی کو ختم کر دیتا ہے۔

لاپرواہی۔۔ اپنی بیٹی کو الفاظ، اعمال، اور لباس کے لحاظ سے حدود سے تجاوز کرنے کی اجازت دینا، اسے عزت کے بجائے تحقیر کی نظروں کا شکار بناتا ہے۔

زیادہ مذاق اور غلط لوگوں سے تعلق رکھنے سے ایسے بیمار ذہن اور شریر افراد اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔



لاپرواہی۔۔ غلطیوں کو بار بار دہرانے کی اجازت دینا، انہیں عادت اور معمولی بنا دیتا ہے، کیونکہ جو سزا سے بے خوف ہو، وہ بدتمیز ہو جاتا ہے۔

زیادہ نرمی۔۔ اپنے بیٹے یا بیٹی کے ساتھ حد سے زیادہ لاڈ پیار کرنا، ان میں ناشکری، بے حسی، دل کی سختی، اور شوق کی کمی پیدا کرتا ہے۔

زیادہ سختی۔۔ ان کو ٹوٹ پھوٹ، محرومی، اور اپنے اوپر اور دوسروں پر اعتماد کھونے کا سبب بنتی ہے۔ یہ رویہ شدت پسند خیالات اور بعض اوقات خودکشی کی سوچ بھی پیدا کر سکتا ہے۔

یاد رکھیں:

والدین یا دوسروں کے ساتھ بچوں کا بدتمیزی کرنا کوئی جدید یا ترقی یافتہ تربیت نہیں، بلکہ یہ ایک لعنت، نفسیاتی غربت، اور فکری جہالت کی نشانی ہے۔

لاپرواہی۔۔ حلال و حرام کے درمیان فرق نہ کرنے کی اجازت دینا، شناخت کے کھو جانے، مذہب کے ستونوں کی بے حرمتی، اور گناہوں میں لذت محسوس کرنے کا سبب بنتا ہے۔

اپنے بچوں کو ادب، پاکیزگی، اور احترام سکھائیں، باتوں میں، عمل میں، دل سے، لباس سے، اور رویے میں۔

ایسا نہ ہو کہ فاصلوں کو ختم کر کے وہ آپ کا مذاق اُڑانے لگیں یا تعلقات میں سرد مہری اور بے حسی غالب آ جائے، یہاں تک کہ بڑھاپے میں بھی ان کا ساتھ اور محبت کھو دیں۔

نہ تو اپنے بچے کو اتنا لاڈ پیار دیں کہ وہ بگڑ جائے۔

اور نہ ہی اتنا سخت بنائیں کہ وہ نفرت اور دوری اختیار کر لے۔

ایک وقت میں سخت، دوست، ہمدرد، اور رہنما بنیں۔

ہر حال میں اپنے گھر کے سربراہ اور قائد رہیں۔



وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا

قرآن اور مسلم اتحاد

محترمہ فاطمہ طاہرہ صاحبہ

مسلمانوں کو اس مشترکہ مقصد کے لیے مل کر کام کرنا چاہیے جو قرآن نے مقرر کیا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھایا ہے۔ مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں کیونکہ وہ اللہ کی وحدانیت اور انسانیت کے اتحاد کے مشترکہ نظریے سے جڑے ہوئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ

مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔(سورۃ حجرات آیت 10)

یہ اسلام کی بنیاد ہے۔ قرآن اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں سے اتحاد امت کے لیے کام کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔ اس بارے میں قرآن بہت واضح کہتا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو(سورۃ آل عمران آیت 103)

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ اِنَّمَا اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ

بیشک جن لوگوں نے (جدا جدا راہیں نکال کر) اپنے دین کو پارہ پارہ کر دیا اور وہ (مختلف) فرقوں میں بٹ گئے، آپ کسی چیز میں ان کے (تعلق دار اور ذمہ دار) نہیں ہیں، بس ان کا معاملہ اللہ ہی کے حوالے ہے پھر وہ انہیں ان کاموں سے آگاہ فرمادے گا جو وہ کیا کرتے تھے (سورۃ انعام آیت 159)

مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُم وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزبٍ بِمَا لَدَيهِم فَرِحُونَ

ان (یہود و نصاریٰ) میں سے (بھی نہ ہونا) جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور وہ گروہ در گروہ ہو گئے، ہر گروہ اسی (ٹکڑے) پر اِتراتا ہے جو اس کے پاس ہے (سورۃ روم آیت 32)

مسلمانوں پر لازم ہے کہ اتحاد قائم کریں اور اس جسم کی مانند بنیں جہاں کسی حصے کو تکلیف پہنچے تو پورا جسم درد محسوس کرے۔ لیکن کیا ہم مسلمان قرآن اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم پر عمل پیرا ہیں؟ مسلمان اور مختلف اسلامی تنظیمیں سخت محنت کر رہی ہیں لیکن یہ مایوس کن طور پر ظاہر ہے کہ مندرجہ بالا اہداف ابھی بھی ناپید ہیں۔ بجائے اس کے کہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحم دل ہو جائیں، وہ مجموعی طور پر بھی بہت دور ہیں۔ ہر قسم کے جبر و استبداد میں مبتلا مسلمانوں کے دکھ درد کو محسوس کرنے کے بجائے ہم میں سے اکثر اپنی زندگی کی مادی آسائشوں سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

ہر گزرتا دن مسلمانوں کے لیے مزید ہلاکتیں اور تباہی لاتا ہے، وہ بھی ایک وسیع پیمانے پر۔ یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ مسلم حکومتیں غیر مسلموں کے ساتھ مل کر اپنے ساتھی مسلمانوں کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ مسلم دنیا کے کئی حصوں میں کئی مسلم گروہ ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ اور بعض ممالک میں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں ان کی حالت اس سے بھی بدتر ہے۔ بطور اقلیت انہیں منظم طریقے سے امتیازی سلوک، تذلیل، ایذا رسانی، تشدد اور عصمت دری کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ کیا یہ سب کبھی ختم ہو گا؟ 1921 میں جب یونانیوں نے ترکی پر حملہ کیا (انگریزوں کے کہنے پر) اقبال کا دل رونے لگا۔ وہ جانتے تھے کہ یہ صرف ترکی پر حملہ نہیں تھا بلکہ یہ خود اسلام پر حملہ تھا۔ انہوں نے کہا

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو

اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا

یہ ہندی، وہ خراسانی، یہ افغانی، وہ تورانی

تو اے شرمندہ ساحل، اچھل کر بے کراں ہو جا

آج جو حال مسلم قوم کا ہے اس کا مشاہدہ کرتے ہوئے اقبال کی روح بے حد بے چین ہو رہی ہو گی۔ کیا آج مسلمانوں میں کوئی ایسا اقبال نہیں ہے جو امت مسلمہ کی ان باطل طاقتوں کے خلاف رہنمائی کر سکے جو اس کی تباہی پر تلی ہوئی ہیں؟ غالباً آج دنیا میں لوگ ایسے منقسم نہیں ہیں جیسے کہ مسلمان ہیں۔ ہم مذہبی، سیاسی، نسلی، ثقافتی، لسانی اور فرقہ وارانہ خطوط پر تقسیم ہیں۔ یہ تقسیم مزید ذیلی تقسیموں میں پھیلتی جاتی ہے۔ رتبہ، دولت، شہرت نے بھی مسلمانوں میں سماجی اختلافات پیدا کر دیے ہیں۔

مسلمان بنیادی طور پر سنی اور شیعہ میں بٹے ہوئے ہیں۔ سنی مزید حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی میں تقسیم ہیں۔ شیعہ بھی کیسانیہ، زیدیہ، امامیہ یا اثنا اشعری، اسماعیلیہ وغیرہ میں بٹے ہوئے ہیں، اسی طرح کے اختلافات دیگر مقامات پر بھی موجود ہیں۔ کیا یہ تمام تفریق اور اختلافات مکاتب فکر کے ہیں جیسا کہ بہت سے مسلمان دعویٰ کرتے ہیں؟ ہم تسلیم کریں یا نہ کریں، یہ اختلافات اور تقسیم ہمارے درمیان جسمانی، جذباتی اور نفسیاتی رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ اقبال کہتے ہیں کہ یہ اختلافات انسانوں میں تعصب پیدا کرتے ہیں:

شجر ہے فرقہ آرائی، تعصب ہے ثمر اس کا

یہ وہ پھل ہے کہ جنت سے نکلواتا ہے آدم کو

یہ اختلافات بعض اوقات تشدد اور قتل وغارت کا باعث بنتے ہیں۔ قرآن اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی واضح تنبیہات کے باوجود ایسا کیوں؟ ان تمام تقسیموں اور اختلافات کے ساتھ کیا ہم دنیا میں ترقی کر سکتے ہیں؟ اقبال ایسا نہیں سمجھتے

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں

کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

مزید کہتے ہیں:

تم سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو

تم سبھی کچھ ہو بتاؤ کہ مسلمان بھی ہو؟

یہاں اقبال نے ذات پات کے نظام کی نمائندگی کے لیے لفظ "سید" استعمال کیا ہے۔ وہ حکمران اشرافیہ کی نمائندگی کے لیے لفظ "مرزا" اور خطے، زبان اور نسل کی بنیاد پر مسلمانوں میں اختلافات کی نمائندگی کے لیے لفظ "افغان" استعمال کرتے ہے۔

یہ تمام اختلافات قرآن کے خلاف ہیں۔ جب اقبال نے سوال کیا کہ "بتاؤ کیا تم بھی مسلمان ہو؟" اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اپنے ناموں کے ساتھ (نہ کہ تقویٰ کی وجہ سے) ان لیبلوں کی وجہ سے دوسرے ساتھی مسلمانوں کے مقابلے میں فخر اور برتر محسوس کرتے ہیں، وہ سچے مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں؟ قرآن کہتا ہے کہ جو لوگ دین اسلام میں اختلاف پیدا کرتے ہیں وہ مشرکوں میں سے ہیں۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو امت سے ایک بالشت بھی دور ہو گیا اس نے اسلام کا پٹہ اپنی گردن سے باہر نکال پھینکا، خواہ وہ نماز اور روزہ رکھے۔" (سنن الترمذی: رقم الحدیث:2863)

اسی لیے قرآن تمام مسلمانوں کو متحد ہونے اور اللہ کی رسی (یعنی قرآن) کو مضبوطی سے تھامے رہنے کی دعوت دیتا ہے اور انہیں سخت تنبیہ کرتا ہے کہ آپس میں کوئی تفرقہ پیدا نہ کریں۔

اگر ہم مجموعی طور پر عالمی تصویر پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آج مسلمانوں کی تعداد بتدریج بڑھ کر 1.6 ارب سے زیادہ ہو چکی ہے۔ مسلمانوں کے پاس دنیا کے امیر ترین وسائل اور زمین کی سب سے زیادہ زرخیز زمینیں ہیں۔ اس کے باوجود کتنی ستم ظریفی ہے کہ روئے زمین پر سب سے زیادہ کمزور اور سب سے زیادہ محتاج لوگ بھی مسلمان ہی ہیں۔

مذہبی سطح پر ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جگہ مساجد کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ مساجد میں جانے والے مسلمانوں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے۔ سالانہ حج کرنے والے مسلمانوں کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہوتا ہے اور اس تعداد کو محدود کرنے کے لیے اسے کنٹرول کرنا پڑتا ہے۔ مسلم تنظیموں کی تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ جب بھی مسلمانوں میں کسی ایک تنظیم میں اختلاف پیدا ہوتا ہے تو وہ دوسری تشکیل دے دیتے ہیں اور دوسری مسجد بنا دیتے ہیں۔ مسلمانوں میں مذہبی جوش و خروش کی اتنی کثرت کو دیکھ کر اقبال کہنے پر مجبور ہوئے۔

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے

من اپنا پرانا پاپی ہے، برسوں میں نمازی بن نہ سکا

تمام تقاریر اور خطبات کے باوجود جو مسلمانوں کو متحد ہونے کی تلقین کرتے ہیں، ہم دیکھتے ہیں کہ نتائج مایوس کن ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اس مسئلے کی تشخیص کا واحد طریقہ اقبال کے مطابق اس کی بنیادی وجہ تلاش کرنا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ

اے لوگو! بیشک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور ان (بیماریوں) کی شفاء آگئی ہے جو سینوں میں (پوشیدہ) ہیں اور ہدایت اور اہلِ ایمان کے لئے رحمت (بھی) (سورۃ یونس آیت 57)

چنانچہ قرآن کے مطابق ہمارے تمام مسائل کی بیماری ہمارے دلوں میں ہے اس لیے علاج بھی وہیں سے شروع ہونا چاہیے۔

اقبال کہتے ہیں۔

زباں سے کہہ بھی دیالا الہ تو کیا حاصل

دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

ایمان کو ہمارے دلوں کی گہرائیوں میں داخل ہونا چاہیے۔ قرآن کے مطابق صرف یہ کہنا کہ میرا ایمان ہے کافی نہیں ہے۔

قرآن کہتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَبِالْيَومِ الاٰخِرِ وَمَا هُم بِمُؤمِنِينَ

اور لوگوں میں سے بعض وہ (بھی) ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ پر اور یومِ قیامت پر ایمان لائے حالانکہ وہ (ہرگز) مومن نہیں ہیں (سورۃ بقرۃ آیت 2)

قَالَتِ الاَعرَابُ اٰمَنَّا قُل لَّم تُؤمِنُوا وَلٰكِن قُولُوا اَسلَمنَا وَلَمَّا يَدخُلِ الاِيمَانُ فِي قُلُوبِكُم وَاِن تُطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتكُم مِّن اَعمَالِكُم شَيئًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں، آپ فرما دیجئے: تم ایمان نہیں لائے، ہاں یہ کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل ہی نہیں ہوا، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کرو تو وہ تمہارے اعمال (کے ثواب میں) سے کچھ بھی کم نہیں کرے گا، بیشک اللہ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے (سورۃ حجرات آیت 14)

نیز، ایمان اندھا ایمان نہیں ہے۔ قرآن واضح طور پر کہتا ہے کہ علم سے ہی ایمان مضبوط ہوتا ہے۔

وَلِيَعلَمَ الَّذِينَ اُوتُوا العِلمَ اَنَّهُ الحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤمِنُوا بِهِ فَتُخبِتَ لَهُ قُلُوبُهُم وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِينَ اٰمَنُوا اِلٰى صِرَاطٍ مُّستَقِيمٍ

اور تاکہ وہ لوگ جنہیں علم (صحیح) عطا کیا گیا ہے جان لیں کہ وہی (وحی جس کی پیغمبر نے تلاوت کی ہے) آپ کے رب کی طرف سے (مبنی) بر حق ہے سو وہ اسی پر ایمان لائیں (اور شیطانی وسوسوں کو رد کر دیں) اور ان کے دل اس (رب) کے لئے عاجزی کریں، اور بیشک اللہ مومنوں کو ضرور سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرمانے والا ہے (سورۃ حج آیت 54)

اس لیے دل کو عاجز اور کھلا رکھنا چاہیے تاکہ دماغ سے حاصل کیا گیا ایمان دل میں داخل ہو جائے۔ ایمان ان لوگوں میں داخل نہیں ہو سکتا جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جنہوں نے اپنے دلوں پر مہر لگا رکھی ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ

وَلَن يَجعَلَ اللّٰهُ لِلكٰفِرِينَ عَلَى المُؤمِنِينَ سَبِيلاً

اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر (غلبہ پانے کی) ہرگز کوئی راہ نہ دے گا (سورۃ النساء آیت 141)

ظاہر ہے کہ اگر ہم بحیثیت مسلمان اپنا موازنہ قرآن کی ان واضح آیات سے کریں تو ہمیں صرف ایک نتیجہ پر پہنچنا ہو گا کہ ہم ان مومنین میں سے نہیں ہیں جن کے بارے میں قرآن یہ کہتا ہے۔ ہمارے دلوں کی اکثریت کھلی اور عاجز نہیں ہے۔ درحقیقت قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ دل کو کشادہ اور عاجز کرنے کے بجائے کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنے جذبات اور انا کو اپنا قابو سونپ دیتے ہیں۔ قرآن کہتا ہے:

اَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰٮهُ ؕ اَفَاَنۡتَ تَكُوۡنُ عَلَيۡهِ وَكِيۡلًا

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہشِ نفس کو اپنا معبود بنالیا ہے؟ تو کیا آپ اس پر نگہبان بنیں گے (سورۃ فرقان آیت 43)

بقول اقبال:

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل

دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

ہم میں سے کتنے لوگ اپنے دل کی گہرائیوں میں جانے کے لیے تیار ہیں اور ایمانداری سے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہم اللہ (یعنی کتاب اللہ) کی پیروی کرنے سے زیادہ اپنے جذبات کی پیروی کرتے ہیں؟ اللہ ہماری مرضی کے مکمل اور مکمل ہتھیار ڈالنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِى السِّلۡمِ كَآفَّةً

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ (سورۃ بقرۃ آیت 208)

لہٰذا آج ہم مسلمان جن مسائل سے دوچار ہیں، ان کی اصل وجہ اللہ کی اطاعت اور اپنے جذبات و انا کی اطاعت کے درمیان ہمارے دلوں کا اندرونی تضاد ہے۔ اور اسی اندرونی کشمکش کو قرآن نے دل کی بیماری کہا ہے۔ اقبال بھی قرآن کے اسی موضوع کی تائید کرتے ہیں جب وہ کہتے ہیں۔

باطل دوئی پسند ہے، حق لا شریک ہے

شرکت میانہ حق و باطل نہ کر قبول

اس لیے جب تک ہم مسلمان قرآن میں موجود سچائی سے سمجھوتہ کرتے رہیں گے، ہماری اجتماعی ذہنی، نفسیاتی اور جذباتی بیماریوں کے علاج کی کوئی امید نہیں ہے۔ ہم نہ جانے کتنے نفسیاتی، جذباتی اور ذہنی بت ہر وقت اپنے دل و دماغ میں بناتے رہیں گے۔



قرآن ہم سے اپنے دلوں کو ہر قسم کے الہٰ سے پاک اور صاف کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔ شرک کی یہ لطیف شکلیں نشہ آور ہوتی ہیں اور ایک سست زہر کی طرح ہمارے دل و دماغ پر مہلک اثر ڈالتی ہیں۔ اقبال کہتے ہیں۔

دل مردہ دل نہیں ہے، اسے زندہ کر دوبارہ

کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

مردہ دل کو زندہ کرنے کا طریقہ صرف قرآن سے ممکن ہے۔

گر تو می خواہی مسلماں زیستن نیست ممکن جز بہ قرآں زیستن

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے پھرتے قرآن تھے۔ چنانچہ سنت یہ ہے کہ قرآن کے مطابق زندگی بسر کی جائے نہ کہ صرف آخرت کا ثواب کمانے کے لیے اسے پڑھا جائے۔ اقبال ہمارے صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کے بارے میں کہتے ہیں۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر

اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اللہ سے شکایت کریں گے۔

وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

اور رسولِ (اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عرض کریں گے: اے رب! بیشک میری قوم نے اس قرآن کو بالکل ہی چھوڑ رکھا تھا (سورۃ فرقان آیت 30)

اقبال کے درج ذیل پیغام پر بات ختم کرتے ہیں۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک

ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک

حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک



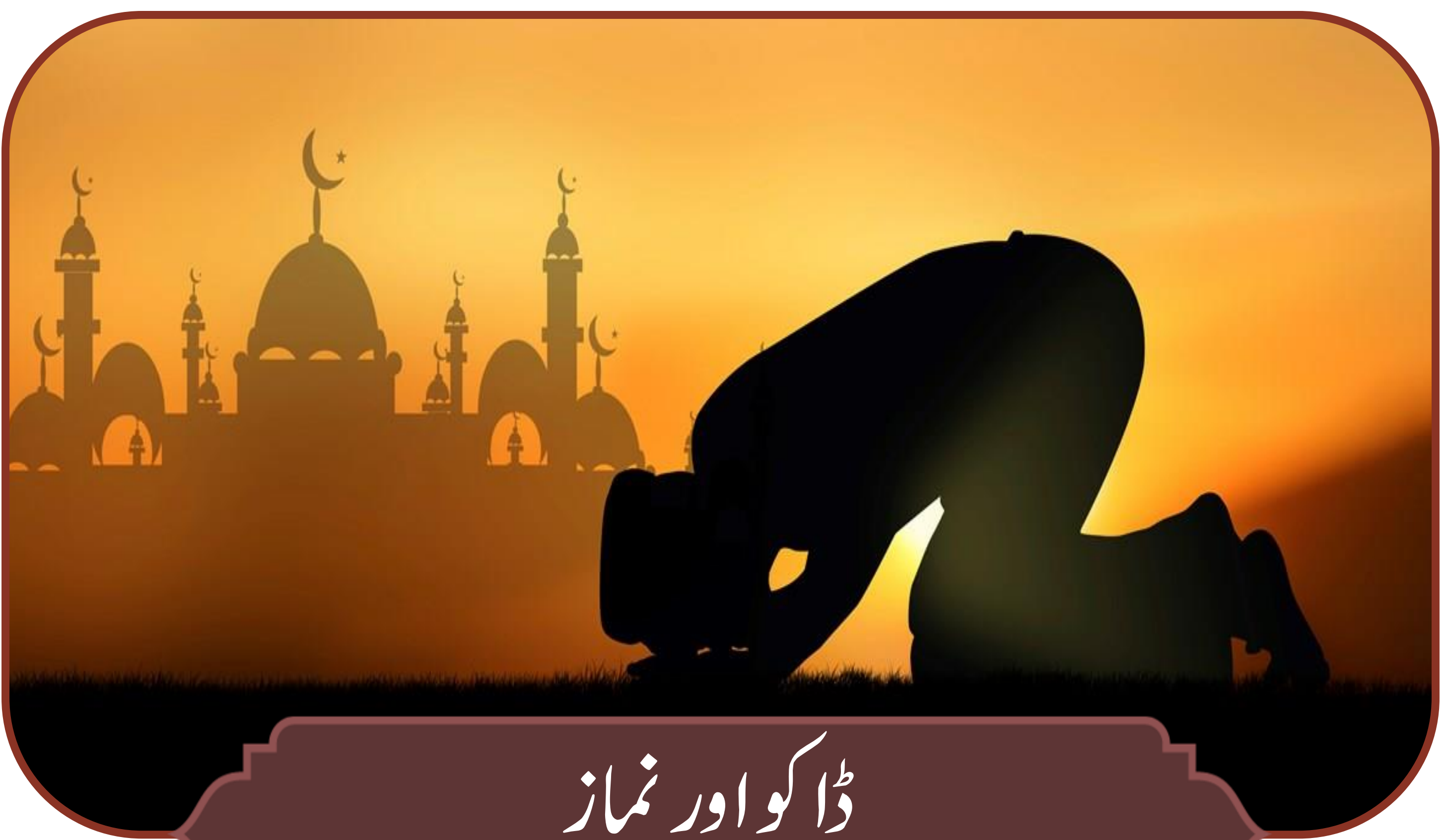
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمارے دلوں کو اسلام کی راہ میں جوڑ دے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ اگر ہم ایسا کریں گے تو ہم اپنی عزت، طاقت اور شان و شوکت دوبارہ حاصل کر لیں گے۔ اور اللہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔



وَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

”اور اللہ سے مغفرت طلب کیجئے، بے شک اللہ بڑا مغفرت کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔“ (القرآن: النساء، 106)



ڈاکو اور نمازِ



محترمہ رعنا دلبر صاحبہ

امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں ایک بار راہ چلتے ہوئے میں نے دیکھا، ایک ڈاکو لوگوں کو لوٹ رہا ہے۔ کچھ دنوں بعد مجھے وہی شخص مسجد میں نماز پڑھتا نظر آیا۔

میں اس کے پاس گیا اور اسے سمجھایا کہ تمہاری یہ کیا نماز ہے۔ خدا کے ساتھ معاملہ یوں نہیں کیا جاتا کہ ایک طرف تم لوگوں کو لوٹو اور دوسری طرف تمہاری نماز خدا کو قبول اور پسند آتی رہے۔ ڈاکو بولا: امام صاحب! میرے اور خدا کے مابین تقریباً سب دروازے بند ہیں۔ میں چاہتا ہوں کوئی ایک دروازہ میرے اور خدا کے مابین کھلا رہے۔

کچھ عرصہ بعد میں حج پر گیا۔ طواف کے دوران دیکھتا ہوں ایک شخص کعبہ کے غلاف سے چمٹ کر کھڑا کہتا جا رہا ہے! یا اللہ میری توبہ، مجھے معاف کر دے۔ میں اس نافرمانی کی طرف کبھی پلٹنے والا نہیں۔ میں نے دیکھنا چاہا اس بے خودی کے عالم میں آہیں بھر بھر کر رونے والا کون خوش قسمت ہے۔ کیا دیکھتا ہوں، یہ وہی شخص ہے جسے میں نے بغداد میں ڈاکے ڈالتے دیکھا تھا!!! تب میں نے دل میں کہا: خوش قسمت تھا، جس نے خدا کی طرف جانے والے سب دروازے بند نہیں کر ڈالے؛ خدا مہربان تھا جس نے وہ سبھی دروازے آخر کھول ڈالے!

تو بھائی کیسے بھی برے حال میں ہو، کتنے ہی گناہگار ہو۔ خدا کے ساتھ اپنے سب دروازے بند مت کر لینا۔ جتنے دروازے کھلے رکھ سکتے ہو انہیں کھلے رکھنے کے لیے شیطان کے مقابلے پر مسلسل زور مارتے رہنا۔ اور کبھی ہار مت ماننا۔ کوئی ایک بھی دروازہ یہاں کھلا مل گیا تو کچھ



بعید نہیں وہ سب دوروازے ہی کھل جائیں، جن کے بارے میں تمہیں کبھی آس نہ تھی کہ خدا کی جانب سفر میں ان سب خوبصورت راہوں سے تمہارا کبھی گزر ہو گا۔

